"شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ"

ائمہ مساجد کیلئے بہترین تحفہ

دُروسِ رمضان

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا محمد رضوان گوہر ندوی مدظلہ



عبدالاحد بستوی

امام وخطیب مسجد عمر بن خطاب ڈون ضلع نندیال آندھرا پردیش

"شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ"

ائمہ مساجد کیلئے بہترین تحفہ

دروسِ رمضان

(مہینہ بھر کی ترتیب کے مطابق)

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا محمد رضوان گوہر ندوی مدظلہ

محلہ قلعہ نانپارہ، بہرائچ، یو پی



عبد الاحد بستوی

امام وخطیب مسجد عمر بن خطاب ڈون ضلع نندیال آندھرا پردیش

ناشر: مسجد عمر بن خطاب ڈون، ضلع نندیال، آندھرا پردیش

MOB: 8125329853

اشاعت اول

شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ---۲۰۲۴ء

نام کتاب: ــــــــــــ دروسِ رمضان

نام مؤلف: ــــــــــــ عبدالاحد بستوی 8125329853

کمپوزنگ: ــــــــــــ عبدالاحد بستوی

تعداد: ــــــــــــ

قیمت: ــــــــــــ

ناشر: مسجد عمربن خطابؓ ڈون، ضلع نندیال، آندھراپردیش

فہرست

انتساب

اس سعادت بخش علمی کاوش "دروسِ
رمضان" کو مَیں اپنے عظیم والدین کے نام مُعنوَن کرتا
ہوں، جن کی تربیت، دعائیں اور شفقت میرے لیے راہِ ہدایت
کا ذریعہ بنیں۔
اپنے اساتذہٴ کرام کے لیے وقف کرتا ہوں، جن کی علمی رہنمائی اور
اخلاص نے میرے فکر وشعور کو جِلا بخشی۔
اور ان تمام محبین ومخلصین ومتعلقین کے لیے نذر کرتا ہوں، جو علمِ دین کی
ترویج میں میرے ہم قدم رہے، اور جن کی حوصلہ افزائی میرے عزم کو
تقویت بخشتی رہی۔
اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے، اسے نافع ومقبول بنائے،
اور اس کے ذریعے امت کو دینِ حق کی روشنی عطا
فرمائے۔ آمین!

پیش لفظ

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ بہت سی خوبیوں کا حامل ہے، انہی میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مومن کی تربیت وٹریننگ کا مہینہ بھی ہے، تقریباً دس سال سے اوپر کا زمانہ امامت کی خدمت میں گزر گیا ہے، اس درمیان جب بھی رمضان کا مہینہ آتا تھا-----تو چونکہ جس علاقہ میں راقم الحروف امامت کا فریضہ انجام دیتا ہے، یہاں بعدِ نمازِ فجر "فضائل اعمال" کتاب پڑھنے کا معمول ہے-----لہذا میں بھی پڑھتا تھا، لیکن دل میں یہ تڑپ اور فکر رہتی تھی کہ یہ تربیت کا مہینہ ہے، اس لیے اس مہینہ میں فضائل کی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تعلیم اور رمضان سے متعلقہ ضروری مسائل بھی لوگوں کے سامنے آنا چاہیے، تاکہ لوگ زیادہ مستفیض ہوں، پھر اسی فکر وخیال کو بنیاد بنا کر بندہ نے "دروسِ رمضان" کے نام سے تیس (۳۰) اسباق پر مشتمل کتاب ترتیب دینے کا عزم بالجزم کرلیا، پروردگار کے فضل وکرم سے تقریباً ایک سال کی محنت کے بعد یہ مجموعہ مکمل ہوا، جو اب آپ کی خدمت میں حاضر ہے، **الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات.**

دراصل یہ مجموعہ میں نے اپنے اور اپنے مقتدیوں کے لیے رمضان میں بعد نماز فجر تعلیم کی غرض سے سنانے کے لیے مرتب کیا تھا، جب اس کا تذکرہ میں نے استاذی المکرم حضرت مولانا محمد رضوان صاحب ندوی دامت برکاتہم سے کیا اور دروس کی فائل حضرت کو بھیجا، تو حضرت والا نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور خوب دعاؤں سے نوازا اور بعد میں تقریظ بھی عنایت فرمائی، **فجزاهم الله احسن الجزاء فی الدنیا والآخرة.**

اب اس مجموعہ کو آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، کمی بیشی کا زیادہ امکان ہے، لہذا اگر اس میں کچھ کمیاں نظر آئیں تو ازراہِ اصلاح مطلع فرمائیں، بندہ ممنون ومشکور ہوگا، اور اگلے ایڈیشن میں

اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی ان شاء اللہ۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مجموعہ کو نافع بنائیں، معاونین ومخلصین کو بہترین صلہ نصیب فرمائے، میرے والدین کریمین واساتذۂ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں، اور راقم کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں، آمین۔

طالبِ دعا: عبدالاحد بستوی

۷/ مارچ ۲۰۲۴ء بروز جمعرات

﴿تقریظ جلیــــل﴾

محمد رضوان ندوی
محلہ قلعہ نیز شاہی جامع مسجد نانپارہ ،ضلع بہرائچ، یو پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیروکارانِ اسلام کی روحانی اور جسمانی تربیت کے لئے رمضان کا مہینہ خاص طور پر بڑی اہمیت کا حامل ہے، جس قدر مجاہدہ، قربانی، نظم وضبط، ترتیب، اہتمام اور اخلاص کے ساتھ رمضان کا مہینہ گزرتا ہے یا بالفاظ دیگر رمضان المبارک میں جیسی ٹریننگ ہوتی ہے بقیہ گیارہ مہینوں تک اس کا فائدہ اسی مقدار میں ملتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اس کا انعام بھی ایسا مقرر کیا ہے جس کو کسی پیمانہ و میزان سے ناپا اور تولا نہیں جا سکتا ہے، جو جتنا اور جیسا عمل کرلے، اپنے رب سے اس کا انعام اور اجر اپنے اندازے اور گمان سے بڑھ کر حاصل کرلے، اللہ کے بہت سے نیک بندے اور بندیاں اس بابرکت مہینے میں جسم وروح کے لئے ایسی غذا تیار کرلیتے ہیں جس سے سال بھر آسودگی محسوس کرتے رہتے ہیں، اور بہت سے نادان اور انجان یا کاہل و غافل انسان بننے سنورنے کا یہ قیمتی موقع اپنے کام ورفتار میں تبدیلی لائے بغیر یوں ہی بے کار اور بے سود ضائع کردیتے ہیں۔

وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

ایک رمضان کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا، چوتھا اسی طرح آتا ہے اور چلا جاتا ہے اور اصلاحِ حال اور حصولِ تقوی کا مقصد مکمل نہیں ہو پاتا۔

مقامِ مسرت ہے کہ تذکیر و یاددہانی اور عمل میں آسانی کی خاطر عزیز القدر، مخلص، متحرک، تربیت یافتہ، باتوفیق صالح قلم کار عبدالاحد بستوی نے ”دروس رمضان“ کے نام سے ایک مفید مختصر اور جامع

کتابچہ مرتب کیا ہے، جس میں رمضان المبارک کے پورے مہینہ کے لئے ترتیب وار تیس اسباق کو جمع کیا ہے، ہر سبق میں موقع اور مناسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے قرآنی آیت سے استدلال پیش کیا گیا ہے، آیت کا آسان ترجمہ کرنے کے بعد اس کی تشریح اور مستنبط مسائل پیش کئے گئے ہیں، پھر اس ضمن کی احادیث پیش کر کے بات کو مزید مؤکد و مدلل کیا گیا ہے، ہر درس میں مطابقت رکھنے والی ایک مسنون دعاء بھی تحریر کردی گئی ہے تاکہ ہر مسلمان اپنے معمولات میں مسنون دعاؤں کو شامل کر کے اپنے رب سے مانگنے کا سلیقہ بھی سیکھتا رہے، ہر درس کے آخر میں ضروری احکام و مسائل کا حصہ بھی شامل کردیا گیا ہے تاکہ پیش کردہ آیات و احادیث کی روشنی میں عمل کی ترتیب خوب سوچ سمجھ کر بنائی جاسکے، کتابچہ بہت آسان اور عام فہم زبان و انداز میں مرتب کیا گیا ہے، اگر رمضان المبارک کی پہلی تاریخ سے لے کر آخری تاریخ تک ہر دن کسی نماز کے بعد ایک سبق روزانہ پڑھنے کا معمول بنالیا جائے تو پورے رمضان میں بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے، دعا گو ہوں کہ رب کریم "ماہنامہ صدائے اسلام" کے بے باک و بے لوث مدیر عبدالاحد بستوی (امام وخطیب مسجد عمر بن خطاب ڈون، ضلع نندیال، آندھرا پردیش) کی اس علمی کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے، اس کا نفع عام اور تام فرمائے اور آخرت میں نجات کا مضبوط ذریعہ بنا کر حقیقی سرخ روئی وسعادت کا باعث بنائے، آمین۔ ان اللہ لا یضیع أجر المحسنین۔

طالب دعاء

(حضرت مولانا) محمد رضوان ندوی (صاحب مدظلہ العالی)

تقــــریظ

متحرک عالم دین حضرت مولانا قیام الدین صاحب القاسمی دامت برکاتہم

جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماء ضلع بستی، اتر پردیش

اس میں شک نہیں ہے کہ رمضان کا مہینہ برکتوں، سعادتوں اور بھر پور نیکیاں کمانے کا مہینہ ہے، اس ماہ میں خدا کی طرف سے برسنے والی رحمتوں اور برکتوں کا کیا پوچھنا، اس میں نفلوں کا ثواب فرضوں کے برابر اور فرضوں کا ثواب ستر (۷۰) فرضوں کے برابر عطا کیا جاتا ہے، گویا خالقِ کائنات کا درِ رحمت کھلا ہوا ہے، ہر شخص آگے بڑھے اور حسبِ توفیق خدا کی رحمت و برکت سے فائدہ اٹھالے، خدا کے نیک بندے اس ماہ میں خدا کا قُرب حاصل کرنے میں لگ جاتے ہیں اور جو بدقسمت ہیں وہ غافل رہ جاتے ہیں۔

بالخصوص امام حضرات کے لیے رمضان کا موقع کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں کہ اس ماہ میں--- جبکہ دیگر ایام کی بنسبت قلوب میں رقت و نرمی زیادہ ہوتی ہے--- جامع انداز میں شریعت کی تعلیم پیش کر کے اپنی مقتدیوں کی بہترین تربیت کر سکتے ہیں۔

انتہائی خوشی کی بات ہے کہ عزیز القدر حافظ و مولوی عبدالاحد بستوی (امام و خطیب مسجد عمر بن خطاب ڈون، ضلع نندیال، آندھرا پردیش و مدیر ماہنامہ صدائے اسلام) نے ایک کتابچہ بنام "دروسِ رمضان" کی شکل میں مرتب فرمایا ہے، دروس جامع ہیں، بے جا تفصیلات سے پرہیز کیا گیا ہے، بقدرِ ضرورت باتوں کو پیش کر کے دروس کو سمیٹ دیا گیا ہے، آسانی کے لیے تیس (۳۰) اَسباق میں

اس کو منقسم کردیا ہے، زبان سادہ اور عام فہم ہے، ترتیب و انداز بھی عمدہ ہے۔

دعا گو ہوں کہ رب العالمین اس مفید مجموعہ کو قبول فرمائے اور مرتب کے لیے سامانِ آخرت بنائے، آمین۔

(حضرت مولانا) قیام الدین (صاحب) القاسمی (دامت برکاتہم)
(جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماء ضلع بستی، اتر پردیش)

تأثـــرات

حضرت مولانا ابورشید شکیل احمد خان صاحب قاسمی بستوی دامت برکاتہم

مؤسس: حرکۃ الدفاع عن السنۃ ہند

عزیزم مولوی عبدالاحد بستوی صاحب زید مجدہ

الحمدللہ! "دروس رمضان" نامی کتاب موصول ہوئی، ماشاءاللہ مبارک کوشش ہے، رمضان میں کسی نماز کے بعد یا تراویح کے بعد سنانے کے لیے بہت مفید اور مناسب مجموعہ ہے۔

درس نمبر ۲ میں دعا کی جگہ خالی ہے، اس میں کوئی مناسب دعا درج کریں۔ (حضرت مولانا کی بات کے پیش نظر دعا درج کردی گئی ہے)، ہر درس میں ذکر کردہ دعاؤں پر اعراب لگائیں (یہ کام بھی کردیا گیا ہے)، اور درس کا مرکزی عنوان جلی ہو تو زیادہ بہتر رہے گا۔ اللہ قبول فرمائے، آمین۔

(حضرت مولانا) ابورشید (شکیل احمد خان صاحب قاسمی بستوی دامت برکاتہم)

06-12-2023

درس (١)

فضیلتِ رمضان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.(البقرۃ: ١٨٣)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو''۔

اس آیت مبارکہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) روزہ ایسی عبادت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں اور امتوں میں فرض رہا ہے۔

(۲) روزہ کی خاص اہمیت معلوم ہوئی کہ یہ روزے کی فرضیت صرف تمہارے ساتھ ہی خاص نہیں، بلکہ پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے۔

(۳) اس آیت میں مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے، مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ اٹھاتے آئے ہیں۔ فطری بات ہے کہ اگر مشقت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ (ملخص معارف القرآن)

فضائلِ رمضان: رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کا بہت ہی بڑا انعام ہے، مگر جب ہی کہ اس انعام کی قدر بھی کی جائے۔ ورنہ ہم سے محروموں کیلئے ایک مہینہ تک رمضان رمضان چلّائے جانے کی سوا کچھ بھی نہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے، تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔ ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ سال بھر کے روزے رکھنا کارے دارد، مگر رمضان المبارک کے ثواب کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگ اس کی تمنا کرنے لگیں۔ (فضائل رمضان)

سحری کی فضیلت: (۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہ اور اسکے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزہ میں سحری کھانے سے فرق ہوتا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔

(۳) ایک جگہ ارشاد ہے کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔

(۴) ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں برکت ہے: جماعت میں، ثَرید میں، اور سحری میں۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی صحابی کو اپنے ساتھ سحر کھلانے کیلئے بلاتے تو ارشاد فرماتے کہ آؤ! برکت کا کھانا کھالو۔ (فضائل رمضان، فصل اول، حضرت شیخ الحدیثؒ)

افطار کی مسنون دعا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ. (ابو داؤد: ۲۳۵۸)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق سے روزہ کھولا“۔

احکام و مسائل: (۱) رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کا تیسرا فرض ہے اور دین کا بڑا رکن ہے۔ روزہ کا فرض ہونا قرآن مجید و احادیثِ شریفہ اور اِجماعِ امت سے ثابت ہے۔ جو روزہ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں رہتا، اور جو اس فرض کو ادا نہ کرے وہ سخت گنہگار اور فاسق ہے۔ (جواہر الفقہ و زبدۃ الفقہ)

(۲) رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو؛ فرض ہیں، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں۔ (تسہیل بہشتی زیور، کتاب الصوم)

(۳) صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے، پینے اور ہمبستری سے اجتناب کرنے کو شریعت میں ''روزہ'' کہتے ہیں۔ (حوالہ سابق)

(۴) نیت کہتے ہیں دل کے ارادہ کو، زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے۔ (جواہر الفقہ)

(۵) رمضان المبارک کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے، بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔ اگر نیت میں یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔ (تسہیل بہشتی زیور)

(۶) رمضان میں ہر دن کے روزہ کے لئے نئی نیت کرنا ضروری ہے۔ (زُبدۃ الفقہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درس (۲)

﴿تراویح کی فضیلت واھمیت﴾

احادیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیئے، اور میں نے رمضان کی رات میں قیام (یعنی تراویح) کو سنت قرار دیا، پس جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ، تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح سے نکل جائے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا“۔ (نسائی: ۲۲۱۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اس (رمضان) کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بتایا ہے۔ (الترغیب)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا ارشاد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ: ”میں نے سنت قرار دیا ہے“ اس سے مراد تاکید ہے کہ حضور ؐ اس کی تاکید بہت فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے سب ائمہ اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو حاکم ان سے جہاد کرے۔ (ماثبت بالسنہ، فضائل رمضان)

صحیح احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین دن مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھائی، لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابہ کرام ؓ کے غیر معمولی ذوق و شوق کو دیکھ کر آپ ؐ کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کر دی جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سلسلہ موقوف فرما دیا۔ (بخاری شریف: ۲۰۱۲) لیکن ساتھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کی راتوں میں

زیادہ سے زیادہ عبادات انجام دینے کی ترغیب دیتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گزارے گا، اس کے سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری شریف: ۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا کہ: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش پوری کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) اور قرآن کہے گا کہ: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ رحمت و مغفرت کا معاملہ فرما)، چنانچہ روزہ و قرآن دونوں کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول فرمائی جائے گی، (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا)۔ (مسند احمد: ۶۳۳۷)

مسنون دعا: استغفار

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے، پھر: "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" پڑھتے۔ ولید راوی نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کون سا استغفار؟ انہوں نے کہا: "اَسْتَغْفِرُ اللهَ، اَسْتَغْفِرُ اللهَ اَسْتَغْفِرُ اللهَ" (ابوداؤد: ۲۱۲، بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: روزہ کے علاوہ رمضان المبارک کا ایک خاص عمل تراویح ہے، فرق یہ ہے کہ روزہ دن کا عمل ہے، اور تراویح رات کا عمل ہے، اور روزہ فرض ہے؛ مگر تراویح سنت ہے، لیکن اس کے باوجود تراویح پر حاصل ہونے والا اجر و انعام بہت عظیم ہے، اور تراویح پورے رمضان کی سنت ہے، اور یہ مرد و عورت سب کے حق میں سنت ہے، جس کا ثبوت احادیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے علاوہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں کا مسلسل اس پر عمل چلا آرہا ہے۔

(ماہ رمضان کے فضائل و احکام)

تراویح میں قرآن کریم کم از کم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے۔ رمضان المبارک میں ہر بالغ مرد اور عورت پر بیس رکعات تراویح پڑھنا سنت موکدہ ہے، بلا عذر شرعی تراویح چھوڑنے والا گنہگار ہے۔ (درمختار)

معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا ایک اہم عبادت ہے، اس پر بہت اجر وثواب ملتا ہے، اس کو بوجھ سمجھ کر ترک نہیں کرنا چاہئے، بلکہ خوشدلی سے ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

درس (۳)

﴿احکامِ رمضان (۱)﴾

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔(البقرۃ:۱۸۴)

ترجمہ: گنتی کے چند دن روزے رکھنے ہیں، پھر بھی اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا کر (روزے کا) فدیہ ادا کر دیں، اس کے علاوہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے، اور اگر تم کو سمجھ ہو تو روزے رکھنے میں تمہارے لیے زیادہ بہتری ہے۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) فرض روزوں کی ایک تعداد اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے، اور یہ تعداد کچھ زیادہ بھی نہیں ہے کہ سارا سال بس روزے ہی رکھتے جاؤ، بلکہ سال بھر میں صرف انتیس (۲۹) یا تیس (۳۰) دن ہی روزے رکھنے ہیں۔ لہٰذا ان روزوں کو رکھ لینا چاہیے اور پست ہمت نہیں ہونا چاہیے۔

(۲) بیماروں اور مسافروں کے لئے آسانی بیان فرمائی گئی ہے کہ جو مسلمان بیمار ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، یا کسی شخص کو رمضان میں لمبا سفر پیش آئے تو ان کو اجازت ہے کہ وہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں، جتنے روزے ان سے چھوٹ جائیں رمضان کے بعد ان چھوٹے ہوئے روزوں کو

رکھنا لینا چاہیے۔(۳) جو نہایت بوڑھے ہو گئے ہوں اور ان میں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہ ہو، اور آئندہ ایسی طاقت پیدا ہونے کی امید بھی نہ ہو تو ایسے لوگ فدیہ ادا کریں، اور ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۂ فطر کے برابر ہے۔(۴) اگر کوئی ایسی بیماری یا ایسا سفر ہو، جس میں آسانی سے روزہ رکھا جا سکتا ہے تو روزہ رکھ لینا بہتر ہے۔

احادیث: (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بجز بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں، اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح میں علماء کے چند اقوال ہیں: (۱) اول یہ کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو دن بھر روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے، جتنا ثواب روزہ رکھنے کا ہوا تھا اس سے زیادہ گناہ حرام مال کھانے کا ہو گیا، اور دن بھر بھوکا رہنے کے سوا اور کچھ نہ ملا۔(۲) دوسرے یہ کہ وہ شخص مراد ہے جو روزہ رکھتا ہے لیکن غیبت میں بھی مبتلا رہتا ہے۔(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ روزہ کے اندر گناہ وغیرہ سے نہیں بچتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات جامع ہوتے ہیں، یہ سب صورتیں اس میں داخل ہیں اور اِن کے علاوہ بھی۔ اسی طرح جاگنے کا حال ہے کہ رات بھر شب بیداری کی، مگر تفریحاً تھوڑی سی غیبت یا کوئی اور حماقت بھی کر لی تو وہ سارا جاگنا بیکار ہو گیا۔ مثلاً صبح کی نماز ہی قضا کر دی یا محض ریا اور شہرت کیلئے جاگا تو وہ بیکار ہے۔ (فضائل رمضان)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

مسنون دعا: افطار کرنے کے بعد کی مسنون دعا:

"ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ، وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللهُ". (ابوداؤد)

ترجمہ: "پیاس چلی گئی، اور رگیں تر و تازہ ہو گئیں، اور اجر بھی ضرور ملے گا اگر خدا نے چاہا"۔

تنبیہ: ہم میں سے اکثر حضرات افطار کرنے سے پہلے والی دعا پڑھنے کا تو خوب اہتمام کرتے

ہیں، مگر افطار کے بعد والی یہ دعا یا تو سِرے سے یاد ہی نہیں ہوتی یا پڑھنے میں سستی کرتے ہیں، حالانکہ یہ دعا افطار کے بعد پڑھنا مسنون ہے۔

احکام و مسائل: (۱) سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہیں لگی ہو تو کم سے کم دو تین کھجوریں ہی کھالے، یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے، یا تھوڑا سا پانی پی لے۔(۲) سحری میں جہاں تک ہوسکے دیر سے کھانا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزہ میں شبہ پڑ جائے۔ (۳) اگر سحری جلد کھالی مگر اس کے بعد پان، تمباکو، چائے، پانی دیر تک کھاتا پیتا رہا، جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کلی کرلی تو بھی دیر سے کھانے کا ثواب مل گیا۔(۴) اگر رات کو سحری کھانے کے لئے آنکھ نہ کھلی، تو بغیر سحری کھائے روزہ رکھا جائے، سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی اور بڑا گناہ ہے۔(۵) روزہ کا وقت صبح صادق کے وقت سے شروع ہوتا ہے، اس لئے جب تک صبح نہ ہو، کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے۔ بعض لوگ جلدی سحری کھا کر نیت کی دعاء پڑھ کر لیٹ جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں چاہئے، یہ خیال غلط ہے، جب تک صبح صادق نہ ہو کھا، پی سکتے ہیں، چاہے نیت کر چکے ہوں یا نہ کی ہو۔(بہشتی زیور)

درس (۴)

﴿اَحکامِ رَمَضان (۲)﴾

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔(البقرۃ:۱۸۵)

ترجمه: ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت، اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کردیتی ہیں، لہذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے وہ اس میں ضرور روزہ رکھے، اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے، اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہارے لئے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا، تاکہ (تم روزوں کی) گنتی پوری کرلو، اور اللہ نے تمہیں جو راہ دکھائی اس پر اللہ کی تکبیر کہو، اور تاکہ تم شکرگزار بنو''۔

فائده: اس آیت کریمہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں: (۱) رمضان المبارک کی بہت ساری فضیلتوں میں سے ایک اعلیٰ فضیلت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب نازل فرمائی، جو صرف مسلمانوں ہی کی ہدایت کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ تمام ہی انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ قرآن وہ مقدس کتاب ہے جو حق بات کو نہایت وضاحت سے بیان کرتا ہے، اور قرآن وہ سچی کتاب ہے جو صحیح اور غلط، حق اور باطل، ہدایت اور گمراہی، حلال اور حرام، خوش بخت اور بدبخت اور سفید و سیاہ کے درمیان فرق کرنا سکھاتی ہے۔ (۲) جو شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے، وہ رمضان کے بعد اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرلے۔ (۳) اسلامی

شریعت میں کوئی دشواری اور سختی نہیں ہے، اس کے تمام احکام پر عمل کرنا آسان ہے، چنانچہ یہاں دیکھیں کہ سفر اور بیماری کی حالت میں کتنا آسان قانون مقرر کیا ہے کہ سفر اور بیماری کی مجبوری کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزے بعد میں پورے کرو، بالکل اسی طرح دوسرے اسلامی احکام میں بھی سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً نماز کھڑے ہوکر پڑھنا ضروری ہے، مگر بیماری وغیرہ عذر سے کھڑا نہ ہوسکے تو بیٹھ کر پڑھے، اور بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھے؛ لیکن پڑھے۔ چنانچہ اسلامی شریعت میں آپ کو کوئی ایسا حکم نہیں ملے گا کہ جس میں انسانوں کے حالات، عمر، صحت، موسم اور دوسری مجبوریوں اور معذوریوں کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو، اور کمزور، مجبور اور معذور انسانوں کو رعایتیں نہ دی گئی ہوں۔ اگر بظاہر شریعت کے کسی حکم میں ہم کو دشواری اور مشکل معلوم ہوتی ہے تو وہ اصل میں ہماری اپنی ہی کسی کمزوری، سستی، کاہلی اور تن آسانی یا راحت طلبی کی بنا پر معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ہماری ہر حالت کو بہتر جانتے ہیں، اس لئے وہ ہر حکم میں ہماری مصلحت اور دینی و دنیاوی خیر و بھلائی کا لحاظ رکھتے ہیں۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے دینی و دنیاوی اور ظاہری و باطنی جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو، اور روزوں میں اللہ نے جو آسانیاں فرمائی ہیں اس پر اس کا شکر ادا کرو۔

احادیث: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے، اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جلّ شانہٗ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسّی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر افطار کے وقت اللہ تعالیٰ بہتوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں، اور ایسا ہی معاملہ ہر رات بھی ہوتا ہے۔

مسنون دعا: کسی کے یہاں افطار کرنے کے بعد کی مسنون دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے یہاں افطار کرتے تو ان

کے لیے یہ دعا فرماتے: ''أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ''. (ابوداؤد، کتاب الأطعمه)

ترجمہ: ''تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں، اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں، اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں''۔

تنبیہ: یہ دعا بھی ہر مسلمان کو ضرور یاد کرنی چاہیے اور کسی کے ہاں افطار کرنے کے بعد پڑھنی چاہیے۔ اس مردہ سنت کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

احکام و مسائل: وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا! (۱) مسواک کرنا۔ (۲) سَر یا مونچھوں پر تیل لگانا۔ (۳) آنکھوں میں دوا یا سُرمہ ڈالنا۔ (۴) خوشبو سونگھنا۔ (۵) گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا۔ (۶) کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔ (۷) بھول کر کھانا، پینا۔ (۸) حلق میں بلا اختیار دوا، یا گرد وغبار، یا مکھی وغیرہ کا چلا جانا۔ (۹) کان میں پانی ڈالنا یا بلا قصد چلا جانا۔ (۱۰) خوبخود قے آجانا۔ (۱۱) سوتے ہوئے احتلام (یعنی سونے کی حالت میں غسل کی حاجت) ہو جانا۔ (۱۲) دانتوں میں سے خون نکلے مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔ (۱۳) اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی حاجت ہوگئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا اور اسی حالت میں روزہ کی نیت کرلی تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔ (مستفاد: جواہر الفقہ)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

درس (۵)

﴿احکامِ رمضان (۳)﴾

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ، اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ. (البقرۃ: ۱۸۶)

ترجمہ: ’’اور (اے پیغمبر) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں، تو (آپ ان سے کہہ دیجیے کہ) میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں، لہذا وہ بھی میری بات دل سے قبول کریں، اور مجھ پر ایمان لائیں، تا کہ وہ راہ راست پر آجائیں‘‘۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد قریب ہے، وہ سب کی دعا سنتا ہے اور قبول بھی فرماتا ہے۔ (۲) دعا قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی کوئی شخص کوئی دعا کرتا ہے، تو یا تو اللہ تعالیٰ اس کے سوال کے مطابق اسے عطا فرما دیتا ہے، یا اس جیسی آنے والی کسی مصیبت کو روک دیتا ہے، یا آخرت کے لئے اس کی دعا کو ذخیرہ بنا کر رکھ دیتا ہے۔ لہذا دعا خوب یقین کے ساتھ کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ضرور قبول کریں گے۔ (۳) سیدھے راستہ پر قائم رہنے کے لیے بندوں سے اللہ کا مطالبہ یہ بھی ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں اور میری باتوں کو دل سے قبول کریں۔ (۴) قرآن و حدیث میں یہی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی ہر دعا قبول کرتے ہیں، کوئی دعا رد نہیں کرتے، یہ نہیں فرمایا کہ ہر بندے کو ہر مانگی ہوئی چیز دے دیتے ہیں، یہ بات بندے کی مصلحت کے تابع ہے۔ جیسے کسی کا اکلوتا بیٹا بخار میں مبتلا ہوا، دوپہر میں قُلفی (برف) بیچنے والا سڑک پر آیا، اس نے ٹن ٹن گھنٹی

بجائی، لڑکا بے تاب ہوگیا، وہ قلفی کھانے کا عادی ہے، اس نے باپ سے کہا: ابو! میں قلفی کھاؤں گا، پس باپ اس کا دل نہیں توڑے گا، نوکر کو آواز دے گا، جلدی جا، قلفی لا، نوکر ادا شناس ہے، وہ غائب ہو جائے گا، لاری والا آگے بڑھ جائے گا، اور بچہ بھول جائے گا، باپ اس کو برف اس وقت دے گا جب ڈاکٹر اجازت دے، کیونکہ باپ کو بچے کی جان سے نہیں کھیلنا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بندوں کی ہر دعا قبول فرما لیتے ہیں، اور مانگی ہوئی چیز اس وقت دیتے ہیں جب بندوں کی مصلحت ہوتی ہے، ورنہ دعا کو عبادت بنا کر اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔

احادیث: (۱) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ ''رمضان کا مہینہ قریب آ گیا ہے جو بڑی برکت والا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور اپنی رحمتِ خاصّہ نازل فرماتے ہیں، خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں، دعاؤں کو قبول کرتے ہیں، تمہارے تنافُس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں؛ پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے''۔ (بخاری) (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تین لوگوں کی دعا کبھی ردّ نہیں کی جاتی۔ (۱) روزے دار کی یہاں تک کہ افطار کرلے۔ (۲) عادل حکمراں کی۔ (۳) اور مظلوم کی دعا کو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھاتا ہے، اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت وجلال کی قسم! میں ضرور تمہاری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے عرصہ کے بعد کروں''۔ (ترمذی) (۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تین دعائیں ردّ نہیں کی جاتیں: (۱) والد کی دعا (۲) روزے دار کی دعا (۳) اور مسافر کی دعا''۔ (سنن کبریٰ)

مسنون دعا: جب نیا پھل پاس آئے تو یہ دعا پڑھے:

''أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا'' (مسلم: کتاب الحج)

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے، اور ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے،

اور ہمارے غلہ ناپنے کے پیمانوں میں ہمیں برکت دے''۔

احکام ومسائل: وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا!

(۱۴) اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے، یا پی لے، یا بھولے سے ہم بستر ہوجائے، تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر پیٹ بھر کر کھا، پی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر بھول کر کئی دفعہ کھانا کھالیا تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۱۵) عطر، کیوڑہ، گلاب پھول وغیرہ اور خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو، درست ہے۔ (۱۶) تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۱۷) ناک کو اتنی زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا، اسی طرح منہ کی رال سڑک کر کے نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۱۸) خود بخود قے ہوجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے تھوڑی سی قے ہو یا زیادہ، البتہ اگر اپنے اختیار سے منہ بھر کر قے کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اس سے کم ہو تو خود کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۱۹) تھوڑی سی قے آئی پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا، البتہ اگر قصداً لوٹائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (۲۰) رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا، دن کو نہایا تب بھی روزہ ہوگیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اس کا گناہ ہوگا۔ (۲۱) مرد عورت کا ساتھ لیٹنا، ہاتھ لگانا، پیار کرنا یہ سب درست ہے، لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتوں سے ہم بستری میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(مستفاد: تسہیل بہشتی زیور)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

درس (۶)

﴿اَحکامِ رَمَضان (۴)﴾

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ، هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ، عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ. (البقرۃ: ۱۸۷)

ترجمہ: ''تمہارے لئے حلال کردیا گیا ہے کہ روزوں کی رات میں تم اپنی بیویوں سے بے تکلف صحبت کرو، وہ تمہارے لئے لباس ہیں، اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو علم تھا کہ تم اپنے آپ سے خیانت کررہے تھے، پھراس نے تم پر عنایت کی اور تمہاری غلطی معاف فرمادی، چناچہ اب تم ان سے صحبت کرلیا کرو، اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے اسے طلب کرو''۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) شریعتِ محمدیہ کے شروع میں رات کو سونے سے پہلے کھانے، پینے اور عورتوں سے جماع (صحبت) کرنے کی تو اجازت تھی، لیکن اگر سوجانے کے بعد آنکھ کھلے تو پھر اجازت نہ تھی۔ چنانچہ بعض صحابہؓ بغیر کھائے، پیے سوگئے اور اسی حالت روزہ رکھ لیا، تو بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ان پر بیہوشی طاری ہوگئی، اور اسی طرح بعض صحابہؓ سونے کے بعد عورتوں سے صحبت کر بیٹھے، پھر بعد میں سخت نادم اور پیشمان ہوئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اطلاع دی، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے پہلا حکم ختم کرکے یہ آیت نازل فرمائی کہ اب تمہارے لئے روزے کی رات میں کھانا پینا اور اپنی بیویوں سے جماع کرنا جائز اور حلال کردیا گیا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو لباس کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اس میں بڑی حکمتیں ہیں: ا۔ جس طرح لباس انسان کے جسم سے

ملا اور چمٹا ہوا ہوتا ہے، اسی طرح میاں بیوی کے جسم بھی آپس میں ملتے ہیں۔ ۲۔جس طرح لباس انسان کی ضرورت ہے، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ ۳۔جس طرح لباس انسان کے عیبوں کو چھپاتا ہے، اسی طرح میاں بیوی کو ایک دوسرے کے عیبوں کو چھپانا چاہیے۔ ۴۔ جس طرح لباس انسان کی تکمیل اور زینت کا ذریعہ ہے، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے تکمیل اور زینت کا ذریعہ ہیں وغیرہ۔(۳) بیوی سے صحبت کرتے وقت اولاد حاصل کرنے کی نیت ہونی چاہیئے، صرف لذت حاصل کرنا اور شہوت پوری کرنا مقصد نہ ہو۔

حدیث: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں؛ جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں: (۱) یہ کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(۲) یہ کہ ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی رہتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔(۳) یہ کہ جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے، پھر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔(۴) یہ کہ اس میں سرکش شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں اُن برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے؛ جن کی طرف غیرِ رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔(۵) یہ کہ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ شبِ مغفرت ''شبِ قدر'' ہے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کا کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔ (احمد، بزار، بیہقی، بحوالہ فضائل رمضان)

مسنون دعا: رحم اور مغفرت کی دعا:

اس دعا کی بدولت حضرت آدم وحوّا علیہما السلام کو معافی ملی تھی۔ وہ یہ ہے: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا، وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (الأعراف: ۲۳)

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار! ہم اپنی جانوں پر ظلم کرگزرے ہیں، اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم نامراد لوگوں میں شامل ہوجائیں گے''۔

احکام و مسائل: وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا!

(۲۲) بلغم کی قَے قصداً ''منہ بھر'' بھی کی تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔(۲۳) عورت کا چہرہ یا شرمگاہ دیکھے یا اس کا خیال کرے اور انزال ہوجائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔(مستفاد: قاموس الفقہ) (۲۴) اگر کوئی غذا چنے کی مقدار سے کم دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منہ سے نکالے بغیر اسے نگل کیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔(کتاب المسائل) اور اگر چنے کی مقدار کے برابر ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔(قاموس الفقہ) (۲۵) زبان سے کسی چیز کا ذائقہ چکھ کر تھوک دیا تو روزہ نہیں ٹوٹا، مگر بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔(۲۶) ''گلوکوز'' لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ یہ ''گلوکوز'' کسی عذر کی وجہ سے لگایا جائے۔(۲۷) خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔(۲۸) خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔(۲۹) دانت نکالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ خون حلق میں نہ گیا ہو۔(۳۰) بچہ یا بچی کو بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔(۳۱) کسی زہریلی چیز کے ڈس لینے یا کاٹ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔(مستفاد: آپ کے مسائل اور ان کا حل)

درس (۷)

﴿اَحکامِ زکوٰۃ (۱)﴾

وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. (التوبة: ۳۴)

ترجمہ: ”اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کر کے رکھتے ہیں، اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو“۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

فائدہ: اس آیت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) جو لوگ دولت اکٹھی کریں چاہے حلال طریقہ سے ہو؛ مگر خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں (مثلاً زکوٰۃ نہ دیں اور جو واجب حقوق ہیں ان کو ادا نہ کریں) ان کی یہ سزا ہے۔ دولت وہ اچھی ہے جو آخرت میں وبال نہ بنے۔ (عثمانی) (۲) اس آیت سے اور دیگر احادیث سے امام ابوحنیفہؒ نے استدلال کیا کہ سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (معارف/ ادریسی) (۳) جمہور علماءِ مفسرین کے نزدیک اس آیت میں جس وعید کا ذکر ہے وہ اس شخص کے بارے میں ہے؛ جو اپنے مال کی زکوٰۃ اور حقوقِ واجبہ ادا نہ کرے۔ اس کے برعکس جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے اس کے جمع کرنے پر کسی قسم کی وعید نہیں؛ چاہے اس کی مالیت کروڑوں اور اربوں ہی کیوں نہ ہو۔ (۴) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا لفظ عام ہے۔ اس میں فرض زکوۃ، نفل خیرات اور تمام واجب و مستحب صدقات داخل ہیں۔ (۵) عموماً دولت مندوں میں دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں: ۱۔ کوئی بخیل پیشہ بن جاتا ہے، دولت کو سینت سینت کر رکھتا ہے۔ نہ حاجت مندوں پر خرچ کرتا ہے، نہ رشتہ داروں پر، نہ اہل وعیال پر، اور نہ خود اپنی ذات پر، اسے مایہ سے اس درجہ محبت ہوتی ہے کہ ایک پیسہ خرچ کرنے

سے بھی اس کی جان نکلنے لگتی ہے۔ ۲۔اور کوئی مالدار فضول کاموں میں، شہوت رانیوں میں اور ناموری کی ہوس میں دونوں ہاتھوں سے اپنی دولت اڑانے لگتا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں، دین کے فروغ کے لئے اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے خرچ کرنے کی اسے توفیق نہیں ہوتی۔

آیت پاک میں دونوں طرح کے دولت مندوں کا تذکرہ ہے، جو دولت مند مال سینت کر رکھتے ہیں ان کا بھی، اور جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے مگر فضول کاموں میں خوب اڑاتے ہیں؛ ان کا بھی۔اور دونوں کو دردناک سزا کی خوش خبری سنائی گئی ہے۔(ہدایت القرآن)

(٦) مال اپنی ذات میں کوئی بری چیز نہیں؛ بلکہ بہت سی نیکیوں کا ذریعہ ہے، چاہے وہ کروڑوں میں کیوں نہ ہو۔شریعت نے نہ ہی پرسنل طور پر مال جمع کرنے کو منع کیا ہے اور نہ اس کی کوئی حد مقرر کی ہے، البتہ اس میں کچھ حقوق واجب کئے ہیں۔بس ان واجب حقوق کو ادا کرنے کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

احادیث: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر ہے، ایک تو اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور بے شک (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوۃ دینا، چوتھے حج کرنا، پانچویں رمضان کے روزہ رکھنا۔(بخاری/کتاب الایمان) (۲) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے کہ: ہمیں نماز کے قائم کرنے اور زکاۃ کے ادا کرنے (دونوں ہی) کا حکم دیا گیا ہے، پس جس نے زکاۃ ادا نہیں کی تو اس کی نماز بھی (قبول) نہیں۔(طبرانی:۱۰۰۹۵)

مسنون دعا: (۱) حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو دن کے شروع میں یٰس شریف پڑھے گا اس کی تمام ضرورتیں پوری ہوں گی“۔

(۲) ایک حدیث میں ہے کہ: ”جس نے صبح کو سورۂ یٰس پڑھی، اس کے کاموں میں شام تک سہولت ہوگی، اور جس نے شروع رات میں پڑھی اس کے رات کے امور میں صبح تک سہولت ہوگی“۔
(دارمی:۲۸۰، بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: اسلام کا تیسرا اور اہم رکن زکوۃ ہے، زکوۃ ادا کرنا فرض ہے، جو شخص اس

کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے، اور جو شخص انکار تو نہیں کرتا مگر اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

زکوۃ فرض ہونے کے بعد فوراً ادا کرنا واجب ہے، اور بلا عذر لیٹ (تاخیر) کرنا مکروہ تحریمی اور گناہ ہے، ایسا شخص فاسق ہے، اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ (زبدۃ الفقہ)

درس (۸)

احکامِ زکوٰۃ (۲)

يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ‌ؕ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ. (التوبۃ)

ترجمہ: ”جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے“۔

(آسان ترجمۂ قرآن)

فائدہ: اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ:

اگر کوئی مالدار مال کے حقوق ادا نہیں کرتا ہے تو قیامت کے دن میدان حشر میں جنت و دوزخ کا فیصلہ ہونے سے پہلے، ایک دردناک سزا تو یہ دی جائے گی کہ اس کے مال کو خوب تیز گرم کیا جائے گا اس طرح کہ اس دولت پر آگ دہکائی جائے گی۔ جو چیز آگ کے اوپر رکھ کر گرم کی جاتی ہے وہ اتنی گرم نہیں ہوتی جتنی آگ کے نیچے رکھ کر اس پر آگ دہکانے سے گرم ہوتی ہے، پھر یہ گرم کرنا جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں ہوگا جس کی گرمی العیاذ باللہ۔ پھر اس سے اس کی پیشانی پہلو اور پیٹھ داغی جائے گی، اور اس مالدار کا جسم اتنا موٹا کر دیا جائے گا کہ سارے روپیوں کا الگ الگ داغ لگ سکے، کوئی روپیہ دوسرے روپے سے لگنے نہ پائے گا۔ کیونکہ بخیل دولت مند سے جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کہا جاتا تھا تو اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے تھے، زیادہ (دینے کو) کہا جاتا تھا تو اِعراض کر کے اُدھر سے پہلو بدل لیتا تھا۔ اگر اس پر بھی جان نہ بچتی تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا، اس لئے

اس کی دولت تپا کرانہی تین موقعوں پر داغ دیا جائے گا۔

اور دوسری سزا یہ دی جائے گی کہ اس کی دولت قیامت کے دن زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی، انتہائی زہریلے پن کی وجہ سے اس ناگ کے سر کے بال بھی جھڑ گئے ہوں گے، جس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے، پھر وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کاٹے گا اور کہے گا کہ: میں تیری دولت ہوں! میں تیرا خزانہ ہوں! تو اپنی دولت پر سانپ بنا بیٹھا تھا، خرچ کرنے کے موقعوں پر بھی خرچ نہیں کرتا تھا، اب چکھ اس کا مزہ! عذاب کا یہ سلسلہ حساب و کتاب پورا ہونے تک جاری رہے گا، پھر اگر محشر کی یہ سزا کافی ہو جائے گی تو اس کو نجات مل جائے گی اور جنت میں بھیج دیا جائے گا، اور اگر اس عذاب سے حساب بے باق (صاف) نہ ہوگا تو مزید سزا پانے کے لئے جہنم میں بھیجا جائے گا۔ (ہدایت القرآن)

احادیث: (۱) زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کی مضبوط حفاظت کا انتظام کرو، اور صدقہ کے ذریعہ اپنے مریضوں کا علاج کرو، اور دعاء و گریہ وزاری کے ذریعہ آسمانوں کے طوفانوں کا مقابلہ کرو۔ (کتاب المسائل بحوالہ مراسیل ابوداؤد) (۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: زکوٰۃ اسلام کا (بہت بڑا مضبوط) پُل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مضبوط پُل ذریعہ اور سہولت کا سبب ہوتا ہے کسی جگہ جانے کا، اسی طرح زکوٰۃ ذریعہ ہے اور راستہ ہے اسلام کی حقیقت تک سہولت سے پہنچنے کا یا اللہ جل شانہٗ کے عالی دربار تک پہنچنے کا۔ (الترغیب والترہیب)

مسنون دعا: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ: "جو شخص ہر رات "سورۃ الواقعہ" پڑھے اسے کبھی فاقہ (غربت) کی نوبت نہ آئے گی"۔ چنانچہ ابن مسعودؓ نے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی لڑکیوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ ہر رات اس سورت کو پڑھا کریں"۔ (الدعاء المسنون بحوالہ مشکوٰۃ)

احکام و مسائل: احادیث مبارکہ اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے پانچ وقت کی نمازیں شبِ معراج میں فرض ہوئیں، پھر مدینہ منورہ میں سنہ ۲/ ہجری میں روزے فرض

ہوئے اور اس کے ساتھ ہی زکوۃ اور دیگر صدقاتِ واجبہ فرض ہوئیں۔ چنانچہ زکوۃ کی فرضیت کا حکم شروع اسلام ہی میں مکہ مکرمہ کے اندر نازل ہو چکا تھا۔ البتہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں زکوۃ کے لیے کوئی خاص نصاب یا خاص مقدار مقرر نہ تھی، بلکہ جو کچھ مسلمانوں کی اپنی ضرورتوں سے بچ جاتے وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا تھا، بعد میں نصابِ زکوۃ اور مقدار کا تفصیلی حکم ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوا، اور پھر زکوۃ و دیگر صدقات کی وصول یابی کا مستقل نظام فتحِ مکہ کے بعد عمل میں آیا۔

بہر حال! زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے، جو ادا نہیں کرے گا اس کے لئے جہنم کی وعید آئی ہے۔

(آسان فقہی مسائل بحوالہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند و معارف القرآن، ص:۳۲۶)

درس (۹)

﴿احکامِ زکوٰۃ (۳)﴾

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ. (المؤمنون: ۴)

ترجمہ: ”اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں“۔

فائدہ: یہ آیت سورۂ مؤمنون کی ابتدائی آیات میں سے ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب ہونے کا وعدہ ان ایمان والوں سے کیا ہے جن میں سات صفات موجود ہوں۔ ان سات صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں یعنی مالی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے۔ لُغوی معنی کے اعتبار سے بعض مفسرین کرام نے آیت کا یہ مطلب بھی بتایا ہے کہ: جو اپنے نفس کو بُرے اخلاق اور مشرکانہ عقائد سے پاک رکھنے والے ہیں (وہ بھی فلاح پانے والے ہیں)۔ انسان کے اندر سے بُخل، حسد، حُبِّ جاہ، حُبِّ مال، رِیا کے جذبات اُمنڈ کر آتے ہیں، ان رذائل سے پاک ہونا اور نفس کو دبانا، نفس کی اصلاح کرنا، یہ بھی (لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ) کا مصداق ہے۔ (تفسیر انوار البیان)

احادیث: (۱) صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ”تمہارے اسلام کی تکمیل اس میں ہے کہ مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو“۔ (الترغیب والترہیب)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ مالِ زکوٰۃ جب دوسرے مال میں مخلوط (مِلا) ہوگا تو ضرور اس کو تباہ کردے گا“۔

اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ اس کو ادا نہ کرے تو بے برکتی سے اس کا باقی مال بھی تباہ ہوجائے گا۔ (معارف الحدیث/کتاب الزکوٰۃ)

(۳) ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ، مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے، جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور صلۂ رحمی کرو۔

(بخاری و مسلم بحوالہ ریاض الصالحین)

مسنون دعا: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو دن میں دس مرتبہ استعاذہ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) پڑھتا ہے تو اللہ پاک ایک فرشتہ متعین کر دیتے ہیں جو اس کو شیطان سے محفوظ رکھتا ہے“۔ (ترمذی و مجمع الزوائد بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: (۱) جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو (یا ساڑھے باون (۵۲) تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نقد رقم ہو) اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے، اور اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۲) اگر کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہے اور اتنی ہی رقم کا وہ مقروض بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (تسہیل بہشتی زیور/ زکوٰۃ کا بیان)

درس (۱۰)

﴿احکامِ زکوٰۃ (۴)﴾

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ، اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ، وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. (التوبۃ: ۱۰۳)

ترجمہ: "(اے پیغمبر) ان لوگوں کے اعمال میں سے صدقہ وصول کرلو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کردوگے اوران کے لیے باعثِ برکت بنوگے، اوران کے لیے دعا کرو۔ یقیناً تمہاری دعا ان کے لیے سراپا تسکین ہے، اوراللہ ہر بات سنتا اورسب کچھ جانتا ہے"۔

فائدہ: اس آیت کریمہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) آیت میں صدقہ سے مُرادزکوٰۃ ہے۔ (احکام القرآن للجصاص) (۲) آیت میں صدقہ وزکوٰۃ کی دوخاصیتیں بیان فرمائی گئی ہیں: ایک یہ کہ وہ انسان کو گناہوں اور بُرے اخلاق سے پاک ہونے میں مدد دیتا ہے، اور دوسرے یہ کہ اس سے انسان کی نیکیوں میں برکت اور ترقی ہوتی ہے۔ (۳) امت کے فقہاء کا اجماع ہے کہ اسی آیت کی رو سے اسلامی ریاست کے ہرسربراہ کو اپنے عوام سے زکوٰۃ وصول کرنے اور اسے صحیح مصارف پر خرچ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں جن لوگوں نے آپ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ان سے آپؓ نے جہاد کیا۔ (آسان ترجمۂ قرآن) (۴) صدقہ (یا زکوٰۃ) لینے والے کو چاہیے کہ (وہ) صدقہ (یا زکوٰۃ) دینے والے کو دعا دے، یہی سنت ہے۔ (تفسیر مدارک) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جب کوئی قوم صدقہ لے کر آتی تو آپؐ فرماتے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ. "اے اللہ! ان پر رحمتیں نازل فرما"۔ (قرطبی)

احادیث: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: ”جب تم نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی، تو تم نے اپنے اوپر مال میں فرض حق کو ادا کر دیا، اور جس نے حرام مال جمع کیا، پھر اس کو صدقہ کیا، تو اس کو اس صدقہ میں کوئی اجر (وثواب) حاصل نہیں ہوگا، اور اس پر اس کا گناہ بھی ہوگا“۔

(ابنِ حبان/ کتاب الزکوٰۃ، ترمذی: ۶۱۸)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: ”تین باتیں ہیں، جو شخص ان کو کرے گا وہ ایمان کا مزہ پائے گا، ایک اللہ کی عبادت کرے اور دوسرے لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرے، اور تیسرے ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی سے ادا کرے“۔ (ابوداؤد/ کتاب الزکوٰۃ)

مسنون دعا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک کہ سورۂ ”الٓمّٓ سجدہ“ اور ”سورۂ ملک“ نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قرآن شریف میں ایک سورۃ ایسی ہے جو تیس (۳۰) آیتوں والی ہے، وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کروادیتی ہے، وہ ”سورۂ تبارک الذی“ ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورۂ ملک کو عذابِ قبر سے روکنے والی سورت قرار دیا ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: ادائیگیٔ زکوٰۃ کی شرطیں

ادائیگی زکوۃ کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ زکوٰۃ دینے والا مسلمان ہو، غیر مسلم، کافر و مشرک نہ ہو، کیوں کہ کافر پر شرعاً زکوٰۃ فرض نہیں۔

۲۔ بالغ ہو، نابالغ بچے بچی کی ملکیت میں کتنا ہی مال ہو اس پر زکوٰۃ نہیں۔

۳۔ عاقل ہو، مجنون کے مال پر زکوٰۃ فرض نہیں، جب کہ اس کا جنون سال بھر مسلسل رہے۔

۴۔ مال کا مکمل مالک ہو، اگر مال قبضے میں تو ہے، لیکن مالک نہیں تو اس صورت میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ (آسان فقہی مسائل)

نوٹ! بقیہ شرائط آئندہ درس میں بیان ہوں گی ان شاء اللہ!

درس (۱۱)

﴿احکامِ زکوٰۃ (۵)﴾

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. (آل عمران: ۱۸۰)

ترجمہ: ”اور جو لوگ اس (مال) میں بخل سے کام لیتے ہیں جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے، وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے کوئی اچھی بات ہے، اس کے برعکس یہ ان کے حق میں بہت بری بات ہے، جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہوگا، قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ اور سارے آسمان اور زمین کی میراث صرف اللہ ہی کے لیے ہے، اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے“۔

فائدہ: اس آیت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) اس میں مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ دینے اور ضروری مصارف میں خرچ کرنے سے کبھی جی نہ چرائیں۔ (عثمانی)

(۲) وہ بخل جسے حرام قرار دیا گیا ہے یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کا حکم دیں انسان وہاں خرچ نہ کرے، مثلاً زکوٰۃ نہ دے۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

(۳) بخل کے شرعی معنی یہ ہیں کہ: جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنا کسی پر واجب ہو اس کو خرچ نہ کرے، اسی لئے بخل حرام ہے اور اس پر جہنم کی وعید شدید ہے۔ (معارف القرآن)

احادیث: (۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و زر عطا فرمایا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، تو قیامت کے دن اس کا مال و زر گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کر

دیا جائے گا، جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے میں بطورِ طوق ڈالا جائے گا، اور وہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ". آخر آیت تک"۔ (بخاری بحوالہ مشکوٰۃ)

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ ؐ فرماتے تھے: "جو شخص تم میں اللہ و رسول ؐ پر ایمان رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے"۔ (طبرانی کبیر بحوالہ معارف السنۃ)

مسنون دعا: بُرا خواب دیکھنے پر پڑھنے کی دعا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھو کے، اور تین بار استعاذہ یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے"۔

(مسلم بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: ادائیگیٔ زکوٰۃ کی بقیہ شرطیں:

۵۔ مال نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، نصاب سے کم مال پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۶۔ مال ضرورتِ اصلیہ سے زائد ہو۔ جو چیزیں انسان کی زندگی کی ضروریات میں داخل ہیں، مثلاً: رہنے کا مکان، خدمت کے لیے خادم، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن، فرنیچر، سواری کی گاڑی، حفاظت کے لیے ہتھیار، مطالعہ کی کتابیں وغیرہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ واضح رہے کہ ضرورت ہر شخص کی مختلف ہوتی ہے۔

۷۔ مال پر پورا ایک سال گزر جائے، سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں۔

۸۔ مال بڑھنے والا ہو، جیسے تجارتی مال یا سونا چاندی یا مویشی وغیرہ۔ جو مال بڑھنے والا نہیں، اگرچہ ضرورت سے زائد بھی ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں، جیسے زائد مکان یا استعمال کی گاڑی، برتن، فرنیچر وغیرہ۔ (آسان فقہی مسائل)

درس (۱۲)

﴿احکامِ زکوٰۃ (۶)﴾

"وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ". (البقرۃ: ۱۱۰)

ترجمہ: "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور (یاد رکھو کہ) جو بھلائی کا عمل بھی تم خود اپنے فائدے کے لیے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے، بیشک جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے"۔

فائدہ: "بدنی عبادتوں میں سب سے اعلیٰ عبادت نماز ہے اس کو ادا کرتے رہو، اور مالی عبادت سے بھی غافل نہ رہو، زکوٰۃ دو، اور علاوہ زکوٰۃ کے ہر قسم کی نیکی کرو، خلقِ خدا سے بھلائی اور اپنے بیگانوں کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آؤ، تم جو کچھ بھی کرو گے وہ ضائع نہ جائے گا۔ ہر نیکی کا پورا پورا اجر ملے گا"۔ (تفسیر انوار البیان ملخصاً)

احادیث: (۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا خزانہ قیامت کے دن گنجے سانپ کی صورت میں ہوگا، مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اسے ڈھونڈھتا پھرے گا، یہاں تک کہ وہ سانپ مالک کو کھا جائے گا اور اس کی انگلیوں کو لقمہ بنائے گا۔" (احمد بحوالہ مشکوٰۃ)

(۲) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: "محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مالداروں کی یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے حقوق جو آپ نے ان پر فرض کیے تھے انہوں نے ہم کو نہیں پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: میری عزت وجلال کی قسم! میں تم کو مقرب بناؤں گا اور ان کو دور کر دوں

گا"۔(طبرانی صغیر بحوالہ معارف السنۃ)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا"۔(طبرانی صغیر بحوالہ معارف السنۃ)

مسنون دعا: بے خوابی کی دعا:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے خوابی (نیند نہ آنے) کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا تعلیم فرمائی:

اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ. (مجمع الزوائد بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: (۱) پہننے کے جوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں، لیکن اگر ان میں چاندی کا اتنا کام ہے کہ اگر چاندی الگ کر لی جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی، تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے، اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوۃ واجب نہیں۔

(۲) کسی کے پاس پانچ دس گھر میں، ان کو کرایہ پر چلاتا ہے تو ان مکانوں پر زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔ایسے ہی کسی نے دو چار سو روپئے کے برتن خرید لیے اور ان کو کرایہ پر چلاتا رہتا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں، غرض یہ کہ کرایہ پر چلانے کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ سونا چاندی کے سوا اور جتنا مال اور سامان ہو، اگر وہ تجارت کے لیے ہے تو زکوٰۃ واجب ہے، اور اگر وہ تجارت کے لیے نہیں تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔(تسہیل بہشتی زیور)

درس (۱۳)

﴿احکامِ زکوٰۃ (۷)﴾

"وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ"۔ (البقرۃ: ۴۳)

ترجمہ: "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔

فائدہ: اس آیت میں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔نماز بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔قرآن مجید میں بکثرت دونوں کا ذکر ساتھ ساتھ آیا ہے۔نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے، اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق ہوتی ہے، نفس میں رجوع الی اللہ اور تواضع پیدا ہوتی ہے۔اور نماز کی برکات اور ثمرات بہت ہیں جو علماء اسلام نے اپنی کتابوں میں بیان کی ہیں۔

زکوٰۃ سے نفس کی کنجوسی دور ہوتی ہے اور مال کا خبث (گندگی) دور ہوتا ہے۔اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی نماز باجماعت پڑھو۔جماعت کی نماز میں بہت سی حکمتیں اور فوائد ہیں، ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے سے اس کا ثواب بڑھ جاتا ہے، اور ایک نماز کا ثواب ستائیس نمازوں کے ثواب کے برابر ملتا ہے۔رکوع کا ذکر خاص طور پر اس لئے کیا گیا کہ یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہوتا تھا۔ (تفسیر انوار البیان)

احادیث: (۱) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کر لیا اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کرتا ہے"۔ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتا ہے"۔ (طبرانی وحاکم وبیہقی بحوالہ معارف السنۃ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف (ضائع اور برباد)

ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے“۔ (طبرانی اوسط بحوالہ سابق)

مسنون دعـــا:

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (دعوت کے موقع پر) یہ دعا پڑھی:

”اَللّٰھُمَّ أَطْعِمْ مَّنْ أَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ“۔

”اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا اسے کھلائیے جس نے مجھے پلایا اسے پلائیے“۔

(مسلم بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: جس طرح دوسری عبادات مثلاً: نماز، روزہ، حج وغیرہ میں نیت ضروری ہے، اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے بھی نیت ضروری ہے، ورنہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

نیت کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت دل میں نیت کرے کہ میں زکاۃ دے رہا ہوں۔ ۲۔ یا اپنے مال سے زکوٰۃ کی رقم الگ کرتے وقت یہ نیت کرے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے۔ چاہے مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت ہو یا نہ ہو، ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آسان فقہی مسائل)

درس (۱۴)

﴿احکامِ زکوٰۃ (۸)﴾

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ، قَالَ عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ، وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ“. (الاعراف: ۱۵۶)

ترجمہ: ”اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دیجیے اور آخرت میں بھی۔ ہم (اس غرض کے لیے) آپ ہی سے رجوع کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: اپنا عذاب تو میں اسی پر نازل کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں۔ اور جہاں تک میری رحمت کا تعلق ہے وہ ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ چناچہ میں یہ رحمت (مکمل طور پر) ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں“۔

فائدہ: ”مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو میری رحمت عام ہو سکتی ہے، انسان ہو یا غیر انسان، مومن ہو یا کافر، فرماں بردار ہو یا نافرمان، مگر آخرت اچھے بُرے کے امتیاز کا مقام ہے، آخرت میں رحمت کے مستحق صرف وہ لوگ ہوں گے جو چند شرائط کو پورا کریں:

اول یہ کہ وہ تقوٰی اور پرہیز گاری اختیار کریں یعنی تمام واجباتِ شرعیہ کو ادا کریں اور ناجائز کاموں سے دور رہیں۔

دوسرے یہ کہ وہ اپنے اموال میں سے اللہ تعالیٰ کے لئے زکوٰۃ نکالیں۔

تیسرے یہ کہ ہماری سب آیات پر بلا کسی استثناء اور تاویل کے ایمان لائیں۔ موجودہ لوگ بھی اگر یہ پوری صفات اپنے اندر پیدا کرلیں تو ان کے لئے بھی دنیا و آخرت کی مکمل بھلائی لکھ دی جائے

گی"۔(معارف القرآن ملخصاً)

احادیث: (۱) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ ہم نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ:"کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں، آپؐ نے فرمایا: کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہناوے، اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو"۔(احمد بحوالہ معارف السنۃ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"اے آدم کے بیٹے! تُو (نیک کام میں) خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا"۔(بخاری ومسلم بحوالہ سابق)

مسنون دعا: دودھ پینے کی دعا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جسے خدا دودھ پلائے تو یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ"

"اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت عطا فرمائے اور زیادہ عطا فرمایئے۔"(ترمذی وابن ماجہ بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: اگر کسی کے پاس نہ سونے کی پوری مقدار ہے اور نہ چاندی کی، بلکہ تھوڑا سا سونا ہے اور تھوڑی سی چاندی، تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے، اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر، تو زکوٰۃ واجب نہیں۔(تسہیل بہشتی زیور)

درس (۱۵)

﴿احکامِ زکوٰۃ (۹)﴾

"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡہَا وَ الۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ". (التوبۃ:۶۰)

ترجمہ: "صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا، اور ان اہلکاروں کا جو صدقات کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں۔ اور ان کا جن کی دلداری مقصود ہے۔ نیز انہیں غلاموں کو آزاد کرنے میں اور قرض داروں کے قرضے ادا کرنے میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں کی مدد میں خرچ کیا جائے، یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک"۔

فائدہ: حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: خدا نے صدقات (زکوٰۃ) کی تقسیم کو نبی یا غیر نبی کسی کی مرضی پر نہیں چھوڑا۔ بلکہ بذاتِ خود اس کے مصارف متعین کر دیئے ہیں، جو آٹھ ہیں: "فقراء: جن کے پاس کچھ نہ ہو۔ مساکین: جن کو بقدرِ حاجت میسر نہ ہو۔ عاملین: جو اسلامی حکومت کی طرف سے تحصیلِ صدقات وغیرہ کے کاموں پر مامور ہوں۔ مؤلفۃ القلوب: جن کے اسلام لانے کی امید ہو یا اسلام میں کمزور ہوں وغیر ذلک من الانواع، اکثر علماء کے نزدیک حضورؐ کی وفات کے بعد یہ مد نہیں رہی۔ رِقاب: یعنی غلاموں کا بدلِ کتابت ادا کر کے آزادی دلائی جائے، یا خرید کر آزاد کیے جائیں، یا اسیروں کا فدیہ دے کر رہا کرائے جائیں۔ غارمین: جن پر کوئی حادثہ پڑا اور مقروض ہو گئے یا کسی کی ضمانت وغیرہ کے بارے میں دب گئے۔ سبیل اللّٰہ: جہاد وغیرہ میں جانے والوں کی اعانت کی جائے، (اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس سے طالب علم

مراد ہیں جو دینی علوم کے حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں، اور صاحبِ بدائع نے فرمایا ہے اس سے وہ سب لوگ مراد ہیں جو کسی بھی صورت میں اللہ کی اطاعت میں اور نیک کاموں میں لگے ہوئے ہیں، بشرطیکہ وہ محتاج ہوں۔ (بحر الرائق ص ۲۶۰ ج ۲ بحوالہ انوار البیان) **ابن السبیل:** مسافر جو حالتِ سفر میں مالکِ نصاب نہ ہو، گو مکان پر دولت رکھتا ہو"۔ (تفسیر عثمانی)

احادیث: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ: "حرص (حُبِّ مال) سے بچو، اِس حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کردیا"۔ (مسلم بحوالہ معارف السنۃ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اپنی حیات میں ایک دِرہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم کے خیرات کرنے سے بہتر ہے"۔ (ابوداؤد بحوالہ سابق)

مسنون دعا: موسم کا پہلا پھل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پہلا (موسمی) پھل آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے دونوں آنکھوں پر رکھتے، پھر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ کَمَا أَطْعَمْتَنَا أَوَّلَهٗ فَاطْعِمْنَا آخِرَهٗ.

ترجمہ: "اے اللہ! جیسا کہ آپ نے اس کی ابتداء میں کھلایا اسی طرح آخر میں بھی کھلایئے"۔ پھر گھر کے کسی چھوٹے بچے کو دے دیتے۔ (مجمع الزوائد بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: سونے چاندی کے زیور، برتن وغیرہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے، چاہے پہننے کے ہوں یا بند رکھے ہوں اور کبھی استعمال نہ ہوتے ہوں۔ غرض یہ کہ چاندی اور سونے کی ہر چیز پر زکوۃ واجب ہے۔ (تسہیل بہشتی زیور)

درس (۱۶)

﴿صدقہ کے فضائل (۱)﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ. (البقرۃ: ۲۶۴)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح ضائع مت کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ چنا چہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چکنی چٹان پر مٹی جمی ہو، پھر اس پر زور کی بارش پڑے اور اس (مٹی کو بہا کر چٹان) کو (دوبارہ) چکنی بنا چھوڑے۔ ایسے لوگوں نے جو کمائی کی ہوتی ہے وہ ذرا بھی ان کے ہاتھ نہیں لگتی، اور اللہ (ایسے) کافروں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا“۔

فائدہ: آیت کریمہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ صدقہ دے کر محتاج کو ستانے اور اس پر احسان رکھنے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے، یا اَوروں کو دکھا کر اس لئے صدقہ دیتا ہے کہ لوگ سخی و مالدار جانیں اس طرح سے بھی صدقہ وخیرات کا ثواب کچھ نہیں ملتا۔ (عثمانی) ۲۔ صدقہ وخیرات کی یہ شرط معلوم ہوئی کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آخرت کے ثواب کی نیت سے خرچ کرے، دکھلاوے یا نام ونمود کی نیت سے نہ ہو، نام ونمود کی نیت سے خرچ کرنا اپنے مال کو برباد کرنا ہے، اور آخرت پر ایمان رکھنے والا مومن بھی اگر کوئی صدقہ و خیرات محض نام ونمود اور رِیاء کے لئے کرتا ہے تو اس کا بھی یہی حال ہے کہ اس کو کوئی ثواب نہیں ملتا۔

(معارف القرآن) ۳۔ جو لوگ صدقہ وخیرات میں ریاکاری کرتے ہیں ان کی مثال بیان کی گئی کہ اگر کسی نے ریا اور دکھاوے کی نیت سے صدقہ کیا تو اس کی مثال ایسی سمجھو کہ کسی نے دانہ بویا ایسے پتھر پر کہ جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی، جب مینہ (پانی) برسا تو (پتھر) بالکل صاف رہ گیا، اب اس پر دانہ کیا اُگے گا؟ ایسے ہی صدقات میں ریاکاروں کو کیا ثواب ملے گا؟ ۴۔ ریاکاری، شہرت اور نام و نمود کے لئے کوئی کام کرنا مومن کی شان کے لائق نہیں۔

احادیث: نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: (۱) "تم لوگ صدقہ نکال کر دوزخ کی آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو"۔ (بخاری/ کتاب الزکوٰۃ) (۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جو شخص حلال مال سے صدقہ دے، اور اللہ نہیں قبول کرتا مگر مالِ حلال کو، تو وہ اس صدقے کو اللہ جل جلالہ کی ہتھیلی میں رکھتا ہے، اور پروردگار اس کی پرورش کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے اونٹ کے بچے کو پالتا ہے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے"۔ (مؤطا امام مالک/ کتاب الصدقۃ) (۳) اور فرمایا: "ہر آدمی (قیامت کے دن) اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے"۔ (مسند احمد، حدیث عقبہ بن عامر جُہنی)

مسنون دعا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مریض پر کیا پڑھ کر دعا فرماتے!

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی مریض کی عِیادت فرماتے تو یہ دعا فرماتے: اِذْهَبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سُقْماً.

ترجمہ: "اے لوگوں کے رب! تکلیف دور ہو جائے، شفا دیجیے، آپ شفاء دینے والے ہیں، آپ کے علاوہ کوئی شفاء دینے والا نہیں، ایسی شفاء دیجیے کہ کوئی بیماری نہ رہے"۔

(الدعاء للطبرانی بحوالہ الدعاء المسنون، ص ۳۷۱)

احکام و مسائل: ۱۔ بھائی، بہن، ساس، سسر، بہو، داماد، ماموں، ممانی، خالہ، خالو، پھوپھی، پھوپھا، چچا، چچی، دیور، دیورانی، جیٹھ، جیٹھانی، سمدھی، سدھن، سالہ، سالی، نند، بہنوئی، بھابھی، بھانجا، بھانجی، بھتیجا، بھتیجی وغیرہ، ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگر وہ مستحق ہوں۔ (ردالمحتار، امداد الفتاوی،

امداد الاحکام بحوالہ احکام زکوٰۃ، مفتی مبین الرحمٰن صاحب)

۲۔ سید یعنی بنو ہاشم کو عام حالات میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں، بلکہ ان کے ساتھ نفلی صدقات اور ہدیہ وغیرہ سے تعاون کرنا چاہیے، البتہ اگر ان کی مالی حالت اس قدر سنگین ہو کہ مانگنے کی نوبت آرہی ہو اور زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہ ہو تو انہیں زکوٰۃ دینے کی گنجائش ہے۔ (حوالہ سابق)

درس (۱۷)

﴿صدقہ کے فضائل (۲)﴾

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ، وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ. (البقرۃ:۲۷۱)

ترجمہ: ”اگرتم صدقات ظاہر کر کے دوتب بھی اچھا ہے، اور اگر ان کو چھپا کر فقراء کو دوتو یہ تمہارے حق میں کہیں بہتر ہے، اور اللہ تمہاری برائیوں کا کفارہ کردے گا، اور اللہ تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے“۔

فائدہ: ۱۔یہ آیت فرض اور نفل سب صدقات کو شامل ہے۔

۲۔زکوٰۃ وصدقات چھپا کر دینا زیادہ بہتر ہے، اس میں ایک دینی مصلحت یہ کہ چھپا کر دینے میں ریاکاری کا خطرہ نہیں، دوسرے یہ کہ لینے والا شرماتا بھی نہیں، تیسری مصلحت یہ ہے کہ مال کی مقدار عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی۔ (معارف القرآن)

۳۔اگرلوگوں کے دکھانے کی نیت نہ ہوتو لوگوں کے سامنے بھی خیرات کرنا بہتر ہے تاکہ دوسروں کے دلوں میں بھی خرچ کرنے کا شوق اور رغبت پیدا ہو، اور چھپا کر خیرات کرنا بھی بہتر ہے تاکہ لینے والا نہ شرمائے۔

خلاصہ یہ کہ ظاہر کر کے دینا اور چھپا کر دینا دونوں بہتر ہیں، مگر ہر موقع اور مصلحت کا لحاظ ضروری بات ہے۔ (تفسیر عثمانی)

احادیث: ۱۔سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس

روز (یعنی قیامت کے دن) اپنے سائے میں رکھے گا، جس روز اللہ کے عرش کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک آدمی وہ ہوگا کہ: ”جس نے اس طرح چھُپے طور پر صدقہ دیا ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے“۔ (بخاری، کتاب الصدقۃ)

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”کسی حاجت مند کو صدقہ دینا (صرف) ایک صدقہ ہے، اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دو صدقات (کے برابر) ہے: ایک صدقہ اور دوسرا صلہ رحمی۔ (ترمذی، ابواب الزکوٰۃ)

مسنون دعا: نزع اور جان کنی کے وقت یٰسین شریف کا حکم

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیثِ مرفوع ہے کہ: ”جس میت (مرنے والے کے قریب) سورۂ یٰسین شریف پڑھی جائے تو خدائے پاک اس پر آسانی فرماتے ہیں“۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اپنے مُردوں پر یٰسین شریف پڑھا کرو“۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، بحوالہ الدعاء المسنون ص ۳۸۳)

احکام و مسائل: ۱۔ زکوٰۃ صرف مسلمان مستحق ہی کو دینا جائز ہے، اس کے علاوہ کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

۲۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت مستحق کو اس زکوٰۃ کا مالک بنانا ضروری ہے، مستحق کو مالک بنائے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

۳۔ زکوٰۃ کی رقم سے مسجد، اسکول، مدرسہ، سڑکیں، ہسپتال، کنواں وغیرہ بنانا جائز نہیں۔

۴۔ زکوٰۃ کی رقم تنخواہ، مزدوری یا کسی اور چیز کے عوض (بدلہ) میں دینا جائز نہیں۔

الغرض! خوب سوچ سمجھ کر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے! (احکامِ زکوٰۃ ملخصا)

درس (۱۸)

﴿اعتکاف (۱)﴾

"وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ"۔ (البقرۃ:۱۸۷)

ترجمہ: "اور بیویوں سے اس حال میں مباشرت نہ کرو، جب تم اعتکاف کئے ہوئے ہو مسجدوں میں"۔

فائدہ: ۱۔رمضان المبارک کی عبادات میں ایک عبادت خاص الخاص ایسی ہے جو صرف اسی ماہ مبارک کے ساتھ اور اس ماہ کے بھی آخری عشرے کے ساتھ خاص ہے، جسے ہم "اعتکاف" کے نام سے پہچانتے ہیں، کوئی بندہ پورا سال بھی اعتکاف میں بیٹھا رہے، تو رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کے مسنون اعتکاف کے برابر اجر نہیں پا سکتا، بلکہ رمضان المبارک کے پہلے بیس دنوں کے اعتکاف پر بھی وہ اجر نہیں جو آخری عشرے کے اعتکاف پر ملتا ہے۔

۲۔"اعتکاف مسنون ہے جو صرف مسجدوں ہی میں ہوتا ہے، اور اس کے لیے نیت کرنا بھی ضروری ہے، اعتکاف کی نیت کے بغیر مسجد میں جتنا بھی وقت گزارے (تو وہ) اعتکاف میں شمار نہ ہوگا، اعتکاف کے دنوں میں ایک تو شبِ قدر میں بیدار رہنے اور نمازوں میں قیام کرنے کی آسانی ہو جاتی ہے، دوسرے مخلوق سے تعلق کم سے کم ہو جاتا ہے اور خالق تعالیٰ شانہ ہی کی طرف پوری توجہ رہتی ہے، دل و جان سے، جسم اور زبان سے عبادت اور تلاوت میں مشغولیت رہتی ہے، یہ دَر پر جا پڑنے والی بات ہے"۔ (تفسیر انوار البیان)

احادیث: ا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی اَزواج مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف فرماتی رہیں۔(بخاری، کتاب الاعتکاف) ۲۔حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے، اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس دن اعتکاف کیا"۔(بخاری:۱۹۳۹)

۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جو شخص اللہ کی رضا کیلیے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنا دیں گے، ایک خندق کی مسافت آسمان و زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے"۔(المعجم الاوسط للطبرانی:۷۳۲۶)

مسنون دعا: جب قبرستان جائے تو کیا پڑھے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قبرستان تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ"۔

ترجمہ: "سلامتی ہو تم پر اے قبر والو! اللہ پاک ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے ہو، ہم تمہارے بعد ہیں۔"(مشکوٰۃ بحوالہ الدعاء المسنون:۳۹۰)

احکام و مسائل: ا۔اعتکاف کی نیت کر کے (یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے) مسجد میں ٹھہرنے کو "اعتکاف" کہتے ہیں۔

۲۔اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (ا) واجب (۲) سنت (۳) اور نفل۔

واجب اعتکاف وہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص منت یا نذر مان کر اپنے اوپر اعتکاف لازم کرلے، مثلاً: کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا، یا کسی کام پر موقوف کیے بغیر یونہی کہہ دے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کردیا، تو یہ اعتکاف واجب ہوتا ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ جتنے دنوں کے اعتکاف کرنے کی نیت کی ہے، اتنے دن اعتکاف میں بیٹھنا ضروری ہوجاتا ہے۔

سنت اعتکاف وہ ہوتا ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ **مستقل** ان ایام کے اعتکاف فرمانے کی تھی۔

اور **نفل** اعتکاف وہ ہوتا ہے کہ اس کے لیے نہ کوئی وقت **متعین** ہے، نہ دنوں کی تعداد، جتنے دنوں کا اعتکاف کرنے کو جی چاہے کر لے، حتی کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کے نفلی اعتکاف کی نیت کر لے تب بھی جائز ہے، اور کم سے کم جتنی مدت کے لیے بھی چاہے نفلی اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔

(رمضان المبارک اور اعتکاف، مفتی محمد راشد صاحب ڈسکوی)

درس (۱۹)

﴿اعتکاف (۲)﴾

”وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ“ (البقرۃ: ۱۲۵)

ترجمہ: ”اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو یہ تاکید کی کہ: تم دونوں میرے گھر کو ان لوگوں کے لیے پاک کرو جو (یہاں) طواف کریں اور اعتکاف میں بیٹھیں اور رکوع اور سجدہ بجالائیں“۔

فائدہ: آیت کریمہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ پہلی بات یہ کہ جس طرح بیت اللہ کا تمام ظاہری اور باطنی نجاسات سے پاک رکھنا ضروری ہے، اسی طرح تمام مساجد کو بھی پاک رکھنا واجب ہے، یعنی مساجد میں داخل ہونے والوں پر لازم ہے کہ اپنے بدن اور کپڑوں کو بھی نجاسات اور بدبو کی چیزوں سے پاک صاف رکھیں، اور اپنے دلوں کو شرک و نِفاق اور تمام اخلاقِ رذیلہ، تکبر، حسد، بُغض، حِرص و ریاء وغیرہ کی نجاسات سے پاک کر کے داخل ہوں۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ بِنائے بیت اللہ کا مقصد طواف، اعتکاف اور نماز ہے۔ (معارف القرآن ملخصا)

احادیث: ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف کرتا ہے (تو) اس کا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے“۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۸۸۸)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ: ”وہ گناہوں سے رُکا رہتا ہے۔ اُس کے لیے تمام نیکیاں اُسی طرح لکھی جاتی ہیں جیسے وہ خود اُن کو کرتا رہا“۔ (مثلاً: معتکف بیمار کی عیادت کے لیے، جنازے میں شرکت کے لیے کسی کی مدد و نُصرت وغیرہ کے لیے نہیں

جا سکتا، لیکن اعتکاف کی برکت سے اُسے ان نیکیوں کا اجر بھی مل جاتا ہے)(ابن ماجہ:۱۷۸۱)

۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، پھر ایک سال آپؐ سفر میں تھے جس کی وجہ سے اعتکاف نہیں فرما سکے، پھر جب اگلا سال آیا، تو آپؐ نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا"۔(مسند احمد، ابن ماجہ:۱۷۷۰)

مسنون دعا: غم ورنج دور کرنے کا عمل

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص" آیت الکرسی" اور "سورۂ بقرہ" کی آخری آیت غم ورنج کے موقع پر پڑھے گا، اللہ پاک اس کی اعانت (مدد) فرمائیں گے"۔(الدعاء المسنون:۴۴۴)

احکام و مسائل: مرد کے لیے اعتکاف کے سلسلے میں سب سے افضل جگہ مسجد حرام ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد بیت المقدس اِن کے بعد مسجد جامع، پھر وہ مسجد جس میں پنجوقتہ نمازیں ہوتی ہوں۔

عورت کے لیے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیئے۔اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے متعین نہ ہو تو کسی کونہ کو اس کیلئے مخصوص کر لے۔عورتوں کے لیے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ آسان ہے کہ گھر میں بیٹھے بیٹھے گھر کا کام و کاج بھی گھر کی بچیوں وغیرہ سے لیتی رہیں اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں، مگر اس کے باوجود بہت سی عورتیں اس سنت سے گویا بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔(رمضان المبارک اور اعتکاف، مفتی محمد راشد ڈسکوی)

یہ سخت افسوس اور رنج کی بات ہے کہ اعتکاف جیسی پسندیدہ عبادت اور مرغوب سنت اس زمانے میں ہم سے چھوٹتی چلی جا رہی ہے، مسلمانوں کی بڑی بڑی بستیوں میں بھی کوئی ایک آدمی اعتکاف کرنے والا مشکل سے ملتا ہے، اپنے نبیؐ کی ایسی پسندیدہ سنت کو اس لا پرواہی سے چھوڑے جانے پر جتنا افسوس کیا جائے؛ کم ہے۔اللہ تعالیٰ اس مٹتی ہوئی سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

درس (۲۰)

﴿اعتکاف (۳)﴾

''اعتکاف'' کا بہت زیادہ ثواب ہے، اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ معتکف کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے کہ وہ کسی کے دَر پر جا پڑے کہ جب تک میری درخواست قبول نہ ہو تب تک اس در سے ہٹنے والا نہیں ہوں۔ اللہ جل شانہ کی کریم ذات تو بخشش کیلئے بہانہ ڈھونڈتی ہے؛ بلکہ بے بہانہ ہی مرحمت فرماتی رہتی ہے، اس لیے جب کوئی شخص اللہ کے گھر میں اس کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو پھر اس شخص کے نوازے جانے میں کیا تامل ہوسکتا ہے، اور اللہ جل شانہ جس کا اعزاز و اکرام فرمادیں تو اس ذات کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کرسکتا ہے!

علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ: اعتکاف سے مقصود اور اس کی روح، دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کرلینا ہے، کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے، اور ساری مشغولیوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات کی طرف متوجہ ہو جائے، اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جاوے کہ خیالات، تفکُّرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر، اس کی محبت سما جاوے، حتی کہ مخلوق کے ساتھ اُنس کے بدلہ اللہ کے ساتھ اُنس پیدا ہو جاوے کہ یہ اُنس قبر کی وحشت میں کام دے، کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا نہ کوئی مونِس، نہ دل بہلانے والا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا۔

صاحبِ مراقی الفلاحؒ کہتے ہیں کہ: اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ایک عمل ہے۔ اس کی خصوصیتیں گنتی اور شمار سے خارج ہیں، کہ اس میں اپنے دل کو دنیا و مافیہا سے یکسو کرلینا ہے، اور اپنے نفس کو مولیٰ کے سپرد کردینا اور اپنے آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں اعتکاف کے بے شمار فوائد وفضائل معلوم ہوتے ہیں، جن کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے: ۱۔ اعتکاف میں درحقیقت ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ ۲۔ اللہ کے ساتھ بندہ کا قُرب بڑھتا رہتا ہے۔ ۳۔ اعتکاف میں اللہ کے گھر پڑ جانا ہے، اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے۔ ۴۔ معتکف اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن (یعنی: شیطان) کی رسائی وہاں تک ممکن نہیں ہوسکتی۔ ۵۔ شیطان سے حفاظت کا مؤثر ذریعہ ہے۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی ضمانت ہے۔ ۷۔ اعتکاف میں فرشتوں کی ہم نشینی، ان کی طرف سے اِعانت وتعاوُن ہے۔ ۸۔ معتکف سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ ۹۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اہل اور پڑوسی شمار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ، بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت (اعتکاف) کے ہیں۔ (رمضان المبارک اور اعتکاف، مفتی محمد راشد ڈسکوی)

مسنون دعا: جب کسی دشمن یا کسی قوم سے خوف محسوس کرے!

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قوم سے خوف محسوس کرتے تو یہ دعا فرماتے: ”اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ“۔

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم آپ کو ان کے مقابلہ میں سینہ سپر کرتے ہیں، اور اُن کی بُرائیوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ابوداوٗد بحوالہ الدعاء المسنون/ص ۴۴۶)

احکام و مسائل: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے، جب رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو آپؐ کے لئے مسجد مقدس میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی، اور وہاں آپؐ کے لئے کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کا ڈال دیا جاتا، یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہو جاتا، اور بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز پڑھ کر آپؐ وہاں چلے جاتے تھے، اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔ اس درمیان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر وہیں کھانا پینا فرماتے، وہیں سوتے، آپؐ کی اَزواج طاہرات میں سے جس کو آپؐ کی زیارت مقصود ہوتی وہیں چلی جاتیں، اور تھوڑی دیر بیٹھ کر

چلی آتیں، بغیر کسی شدید ضرورت کے آپؐ وہاں سے باہر نہ تشریف لاتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر صاف کرنا مقصود تھا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایاّمِ معمولہ سے تھیں، تو آپؐ نے اپنا سر مبارک کھڑکی سے باہر کر دیا، اور ام المومنینؓ نے مَل کر صاف کر دیا۔

(صحیح بخاری وغیرہ بحوالہ علم الفقہ)

درس (٢١)

آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ". (الذاریات: ٥٦)

ترجمہ: "اور میں نے جنّات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں"۔

فائدہ: ١۔ یہاں "عبادت" سے مُراد صرف پنجگانہ نماز مراد نہیں، بلکہ ہر وقت اور ہر طرح سے اللہ کو راضی رکھنا اور خوش رکھنا مُراد ہے۔

٢۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ: ساری عبادتوں کا خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں: ایک اللہ کے حکم کی تعظیم کرنا، اور دوسرے مخلوقِ خدا پر شفقت و مہربانی کرنا۔ دوسرے لفظوں میں حقوق اللہ کی ادائی، اور حقوق العباد کی ادائی۔

٣۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ: عبادت یا تو ثواب کے لئے کی جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے کے لئے۔ اور ''عبادت'' کی تعریف یہ ہے کہ: بندہ اپنے ظاہری و باطنی اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی عبادت (وفرماں برداری) میں لگا دے۔ پس آنکھ، زبان، کان، ہاتھ، پاؤں، عقل اور نفس کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرنا ''عبادت'' ہے۔

٤۔ "عبادت" کے صحیح ہونے کے لیے خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی صحیح پہچان ضروری ہے، کیونکہ اس کے بغیر عبادت کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ یعنی انسان اس اِعتقاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے کہ وہ عیب اور نقص سے پاک ہے اور تمام خوبیوں کا مالک ہے، انسان کے قلب و ذہن

میں یہ بات بھی راسخ ہونی چاہیے کہ وہ جس ذات کی عبادت کر رہا ہے اسے تمام اَسباب پر کنٹرول حاصل ہے، وہ نافع اور ضارّ ہے، قادر مطلق اور علیم کُل ہے۔ بہر حال اس عقیدے کے تحت جو انتہائی درجے کی تعظیم ہوگی وہی صحیح عبادت ہوگی۔ خواہ وہ قیام کی صورت میں ہو، رکوع یا سجدہ ہو، یا نذر و نیاز کی صورت میں ہو۔ غرضیکہ عبادت کی مختلف شکلیں ہیں اور یہ اس وقت تک ٹھکانے نہیں لگ سکتی جب تک خدا تعالیٰ کی صحیح پہچان نہ ہو۔

۳۔ الغرض! ہم جو کچھ بھی کریں عبادت ہی کی راہ سے کریں، کھائیں پئیں، بولیں چالیں، چلیں پھریں، کمائیں، خرچ کریں، ہر فعل ہر عمل سے اصل مقصود اللہ کو راضی رکھنا ہی رکھیں۔

(تفسیر ماجدی و معالم العرفان ملخصا)

احادیث: آج سے رمضان کا اخیر عشرہ شروع ہو رہا ہے، لہذا اس کے متعلق احادیث سماعت فرمائیں:

۱۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ”جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے، اور رات بھر عبادت کرتے تھے، اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کے لئے) جگاتے تھے۔ (بخاری/کتاب صلاۃ التراویح)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اپنے اہلِ خانہ (گھر والوں) کو عبادت کے لئے) جگاتے تھے۔ (ترمذی، ابواب الصوم)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی محنت سے عبادت کرتے تھے؛ اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں اُتنی محنت نہیں کیا کرتے تھے۔ (مسلم، کتاب الاعتکاف)

مسنون دعا: حَل مُشکلات کا بہترین وظیفہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (جب کوئی مشکل کام پیش آتا تو) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:

”اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ اِذَا شِئْتَ سَھْلًا“

ترجمہ: ”اے اللہ! کچھ آسان نہیں، مگر جسے آپ آسان بنا دیں، آپ غم کو جب چاہیں آسان بنا

دیں“۔(ابن حبان بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: ا۔آخری عشرہ میں تین عبادتیں بڑی فضیلت والی ہیں:

(ا)اعتکاف (۲)شبِ قدر کی تلاش اور اس میں عبادت (۳)صدقۂ فِطر کی ادائیگی۔اور آخری عشرہ میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے اس کا مقصد بھی شبِ قدر کو پانا ہے۔لہذا آخری عشرہ میں خوب عبادت کا اہتمام ہونا چاہیے بالخصوص طاق راتوں میں، رمضان کے باقی بچے ان قیمتی اوقات کو بیکار میں ضائع و برباد نہیں جانے دینا چاہیے۔

۲۔آخری عشرہ میں کوئی خاص عبادت کے کرنے کا اہتمام شریعت میں نہیں ہے،مثلاً: قرآن ہی پڑھنا ہے، دعا ہی کرنا ہے، صلاۃ التسبیح ہی پڑھنی ہے، بلکہ جس عبادت میں دل لگے اس کو کر لینا چاہئے۔اللہ توفیق عطا فرمائے،آمین۔

درس (٢٢)

روزہ کا مقصد حصولِ تقویٰ

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"۔ (البقرۃ: ١٨٣)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو"۔

فائدہ: "تقویٰ" صغیرہ وکبیرہ، ظاہرہ اور باطنہ گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔ "تقویٰ" کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں، لیکن اس کے صحیح مطلب کی وضاحت اس اثر سے ہوتی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت اُبَی ابن کعبؓ سے "تقوی" کی تعریف پوچھی، تو حضرت ابیؓ نے جواب دیا کہ حضرت! کیا آپؓ نے کوئی ایسا راستہ دیکھا ہے جس میں کانٹے بچھے ہوئے ہوں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں دیکھا ہے، تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ایسے راستہ سے گذرتے ہوئے آپؓ کا کیا عمل رہا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے کپڑے چڑھا لئے اور پوری احتیاط سے گذرا (کہیں کانٹا نہ چبھ جائے) تو حضرت ابیؓ نے جواب دیا کہ بس "تقوی" اسی کا نام ہے۔ (تفسیر قرطبی) یعنی جس طرح انسان کانٹے اور تکلیف دہ چیزوں سے اپنے کو بچاتا ہے، اسی طرح دنیا کی زندگی میں ہر موڑ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے کو بچانے کی کوشش کرے، یہی "تقوی" ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ۔ (آل عمران: ۱۰۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس ڈرنے کا حق ہے، اور تم اسلام کے علاوہ کسی حال پر ہرگز جان مت دینا"۔

الغرض! "تقویٰ" کا آسان مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ اور اللہ کے رسول کے فرامینِ مبارکہ کے خلاف ہو، اس سے بچنا چاہیے، ان احکام کا تعلق عقائد سے ہو یا اقوال و اعمال سے ہو۔ اور رمضان المبارک کے روزے اسی مقصد کیلئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ ایمان والوں میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو!

احادیث: ۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جان لو کہ آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے؛ جنہوں نے زندگی تقویٰ اور طہارت کے ساتھ گذاری"۔ (مشکوۃ) ۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے، اور آپؐ نے قبیلۂ بنوسالم میں سب سے پہلے جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں ایک جملہ یہ تھا کہ: "جو آدمی اپنا معاملہ اپنے خدا سے درست کر لے، تو اللہ تعالیٰ اس کا معاملہ لوگوں کے درمیان میں درست فرما دیتے ہیں"۔ (سیرت المصطفیٰ ۴۰۴)

مسنون دعا: دعاء استغفار

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو یہ پڑھے گا:

"أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ"

تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ سمندر کی ریت کے برابر ہوں یا آسمان کے تاروں کے برابر۔ (ترمذی بحوالہ الدعاء المسنون، ص ۶۳۸)

احکام و مسائل: ۱۔ صدقۂ فطر واجب ہے، اور صدقۂ فطر واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں: ۱۔ آزاد ہونا۔ ۲۔ مسلمان ہونا۔ ۳۔ صاحبِ نصاب ہونا اور نصاب کا اس کی اور اس کے اہل و عیال کی اصلی حاجتوں سے زائد ہونا۔ ۴۔ عاقل ہونا۔ ۵۔ بالغ ہونا۔ (زُبدۃُ الفقہ)

درس (۲۳)

﴿صدقۂ فِطر﴾

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى، وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى" (الاعلیٰ: ۱۴،۱۵)

ترجمہ: "فلاح اس نے پائی ہے جس نے پاکیزگی اختیار کی، اور اپنے پروردگار کا نام لیا، اور نماز پڑھی"۔

فائدہ: درمنثور میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو عید کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر کا حکم فرماتے تھے اور یہ آیت تلاوت فرماتے: "قد افلح من تزکی، وذکر اسم ربہ فصلی"۔

درمنثور میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آیت "قد افلح من تزکی" سے "صدقۃ الفطر" مراد ہے، یعنی بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے "صدقۃ الفطر" ادا کیا۔

الغرض! اس آیت کے بارے میں بہت سے مفسرین کی آراء یہ ہے کہ یہ آیت صدقۂ فطر سے متعلق ہے۔ اس آیت میں تزکیہ سے مُراد "صدقۂ فطر" کی ادائیگی ہے، اور نماز سے مُراد "عیدالفطر" کی نماز ہے۔

احادیث: روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے، روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے، لیکن لغو کلام، فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہو پاتا، اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر "صدقۃ الفطر" کے نام سے گویا کہ روزہ کی زکاۃ الگ سے واجب قرار دی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۂ فطر کو ضروری قرار دیا، جو روزہ دار کے لئے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی

کا ذریعہ ہے، اور مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام ہے، جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کردے تو یہ مقبول زکاۃ ہوگی، اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے"۔
(أبوداؤدشریف:١٦٠٩)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صدقۂ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں: (١) روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ (٢) امت کے مسکینوں کے لئے عید کے دن رزق کا انتظام، تاکہ وہ بھی اس روز لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "اس دن مسکینوں پر اتنا خرچ کرو کہ وہ سوال سے بے نیاز ہوجائیں"۔ (منہاج المسلم)

اس لئے صاحبِ وُسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقۂ فطر بروقت ادا کرنے کا اہتمام کریں، جیسا کہ حدیث بالا میں فرمایا گیا کہ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ اسی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ عید سے دو تین دن پہلے ہی "صدقۃ الفطر" ادا کردیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، حدیث:١٦١٠) اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کر سکیں۔

مسنون دعا: نماز کے بعد کی ایک دعا:

حضرت معاذؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے کہ اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں فرمایا: اس دعا کو ہر نماز کے بعد پڑھنا ترک نہ کرنا:

"اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

ترجمہ: اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اچھی عبادت پر میری اعانت فرمائیے۔"

(ابوداؤد: ٢١٣ بحوالہ الدعاء المسنون)

احکام و مسائل: ١۔ صدقۂ فطر چار چیزوں میں سے ادا کرنا واجب ہے۔ وہ یہ ہیں: ١۔ گیہوں ٢۔ جو ٣۔ کھجور ٤۔ کشمش (زبدۃ الفقہ) ٢۔ جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے، اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے۔

دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ) ۳۔اگر کسی نے صدقۂ فطر ادا نہیں کیا اور عید کا دن گزر گیا تو اس سے صدقۂ فطر ساقط نہیں ہوگا، بلکہ اس کا دینا اس پر واجب ہے۔(زبدۃ الفقہ) ۴۔صدقۂ فطر اپنی ذات کی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں اور بچیوں کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے۔(حوالہ سابق)۵۔صدقۂ فطر کے مستحق ایسے غریب حضرات ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔

درس (۲۴)

﴿احکامِ مسجد﴾

"اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ. (التوبۃ:۱۸)

ترجمہ: "اللہ کی مسجدوں کو تو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔ ایسے ہی لوگوں سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ وہ صحیح راستہ اختیار کرنے والوں میں شامل ہوں گے"۔

فائدہ: ۱۔ ایسے مومنین جو دل، زبان، ہاتھ پاؤں، مال و دولت، ہر چیز سے خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں، ان کا فرض منصبی ہے کہ مساجد کو آباد رکھیں۔ (عثمانی) ۲۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص مساجد کی حفاظت، صفائی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے، اور جو عبادت اور ذکر اللہ کے لئے یا علمِ دین اور قرآن پڑھنے پڑھانے کے لئے مسجد میں آتا جاتا ہے، اس کے یہ اعمال اس کے کامل مومن ہونے کی شہادت ہے۔ ۳۔ مفسر القرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمارت مسجد (مسجد کے آباد کرنے) میں یہ بھی داخل ہے کہ مسجد کو ایسی چیزوں سے پاک کرے جن کے لئے مسجدیں نہیں بنائی گئیں، مثلاً: خرید و فروخت، دنیا کی باتیں، کسی گم شدہ چیز کی تلاش، یا دنیا کی چیزوں کا لوگوں سے سوال، یا فضول قسم کے اشعار، جھگڑا، لڑائی اور شور وشغب وغیرہ۔ (مظہری بحوالہ معارف القرآن)

احادیث: ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی حاضری کا

پابند ہے، تو اس کے ایمان کی شہادت دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ"۔ (ترمذی، ابن ماجہ) ۲۔اور صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص صبح شام مسجد میں حاضر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا ایک درجہ تیار فرما دیتے ہیں"۔ ۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص مسجد میں آیا وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا مہمان ہے، اور میزبان پر حق ہے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ ۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ مجھ سے محبت کرے، اور جو مجھ سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ میرے صحابہ سے محبت کرے، اور جو صحابہ سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ قرآن سے محبت کرے، اور جو قرآن سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ مسجدوں سے محبت کرے، کیونکہ وہ اللہ کے گھر ہیں، اللہ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور ان میں برکت رکھی ہے، وہ بھی بابرکت ہیں اور ان کے رہنے والے بھی بابرکت، وہ بھی اللہ کی حفاظت میں ہیں اور ان کے رہنے والے بھی حفاظت میں ہیں، وہ لوگ اپنی نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے کام بناتے اور حاجتیں پوری کرتے ہیں، وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے ان کی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (قرطبی) ۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مسجد میں سے ناپاکی اور گندگی اور ایذا کی چیز کو نکال دیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیں گے۔ (ماخوذ از معارف القرآن)

مسنون دعا: اللہ سے مدد حاصل کرنے کی دعاء

اللہ سے مدد حاصل کرنے کے لئے یہ دعاء پڑھیں: ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ''

ترجمہ: "کافی ہے ہمیں اللہ، اور وہ اچھا کارساز ہے"۔ (القرآن، بحوالہ مختصر مسنون دعائیں)

احکام و مسائل: ۱۔بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ ۲۔بالغ اولاد کا صدقۂ فطر باپ پر واجب نہیں ہے۔ ۳۔اگر باپ نے بالغ اولاد کی طرف سے اور بیوی کی طرف سے؛ اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہے اُن سب کی طرف سے اُن کی اجازت کے بغیر صدقۂ فطر دے دیا تو ادا ہوجائے گا۔ ۴۔اپنے دادا دادی، نانا نانی، پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کی طرف سے صدقۂ فطر

دینا واجب نہیں ہے۔ ۵۔ اپنے والدین کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں ہے، اگرچہ ان کا نفقہ اس کے ذمہ ہو۔ (زبدۃ الفقہ) ٦۔ صدقۂ فطر ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، اسی طرح بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، اور نواسہ نواسی کو دینا درست نہیں ہے۔ ایسے ہی بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو اپنا صدقۂ فطر نہیں دے سکتا۔

ان (مذکورہ بالا) رشتہ داروں کے علاوہ بھائی بہن، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی، چچا چچی، پھوپھا پھوپھی، خالہ خالو، ماموں ممانی، سسر ساس، سالہ بہنوئی، سوتیلی ماں سوتیلا باپ؛ ان سب کو صدقۂ فطر دینا درست ہے، بشرطیکہ یہ غریب اور مستحق ہوں۔

(رمضان المبارک فضائل ومسائل، مولانا الیاس گھمن صاحب مدظلہ)

درس (۲۵)

﴿شبِ قدر(۱)﴾

"إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ، وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ. لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ، تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٖ. سَلَٰمٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ. (سورۃ القدر)

ترجمہ: "بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے، اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا چیز ہے؟ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کی اجازت سے ہر کام کے لیے اترتے ہیں، وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک"۔ (آسان ترجمہ قرآن)

فائدہ: لیلۃ القدر کے معانی: ۱۔قدر کے ایک معنیٰ عظمت وشرف کے ہیں۔اس رات کو"لیلۃ القدر" کہنے کی وجہ اس رات کی عظمت وشرف ہے۔اور ابوبکر وراقؒ نے فرمایا کہ اس رات کو"لیلۃ القدر" اس وجہ سے کہا گیا کہ: جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے سبب کوئی قدر و قیمت نہ تھی، اِس رات میں توبہ واستغفار اور عبادت کے ذریعہ وہ صاحبِ قدر وشرف بن جاتا ہے۔ ۲۔قدر کے دوسرے معنی تقدیر وحکم کے بھی آتے ہیں، اس معنیٰ کے اعتبار سے"لیلۃ القدر" کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں تمام مخلوقات کے لئے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہے اس کا جو حصہ اس سال میں رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنیوالا ہے، وہ اُن فرشتوں کے حوالہ کردیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور تنفیذِ امور کے لئے مامور ہیں، اس میں ہر انسان کی عمر اور موت اور رزق اور بارش وغیرہ کی

مقداریں مقررہ فرشتوں کولکھوادی جاتی ہیں، یہاں تک کہ جس شخص کواس سال میں حج نصیب ہوگا وہ بھی لکھدیا جاتا ہے، اور یہ فرشتے جن کو یہ امور سپرد کئے جاتے ہیں بقول ابن عباسؓ چار ہیں: اسرافیل، میکائیل،عزرائیل، جبرئیل علیہم السلام۔(قرطبی)

۳۔اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو وہی ہے جواس سورت میں بیان ہوئی ہے کہ اِس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی (۸۳) سال سے زائد کی عبادت سے بھی بہتر ہے، پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں، کتنی بہتر ہے، دوگنی، چوگنی، دس گنی،سَوگنی وغیرہ سبھی احتمالات ہیں۔ (معارف القرآن ملخصا)

شانِ نُزول: ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا حال ذکر کیا، جو ایک ہزار مہینے تک مسلسل مشغولِ جہاد رہا، کبھی ہتھیار نہیں اتارے، مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا، اس پر سورۂ قدر نازل ہوئی، جس میں اس امت کے لئے صرف ایک رات کی عبادت کواس مجاہد کی عمر بھر کی عبادت؛ یعنی ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا ہے۔ اورابن جریر نے بروایت مجاہد ایک دوسرا واقعہ یہ ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد کا یہ حال تھا کہ ساری رات عبادت میں مشغول رہتا اور صبح ہوتے ہی جہاد کے لئے نکل کھڑا ہوتا اور دن بھر جہاد میں مشغول رہتا، ایک ہزار مہینے اس نے اسی مسلسل عبادت میں گزار دیئے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر نازل فرما کر اس امت کی فضیلت سب پر ثابت فرما دی۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شبِ قدر امتِ محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔(مظہری بحوالہ معارف القرآن)

احادیث: ۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: شبِ قدر میں وہ تمام فرشتے جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ پر ہے؛ جبرئیل امین کیساتھ دنیا میں اترتے ہیں، اورکوئی مومن مرد یا عورت ایسی نہیں جس کو وہ سلام نہ کرتے ہوں، بجز اس آدمی کے جوشراب پیتا یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہو"۔(معارف القرآن)

۲۔ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ: شبِ قدر کوآخری عشرہ میں تلاش کرو،لیکن اگرکوئی کمزور یا مجبوری ہوجائے توآخری ہفتہ میں اس کو (نیندوغیرہ سے) مغلوب نہ ہونا چاہیے (یعنی سوتے نہ رہو اور کوشش

کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو)۔ (مظہری)

مسنون دعا: ہر قسم کے نقصان سے بچنے کے لئے صبح اور شام کی دعاء

ہر قسم کے نقصان سے بچنے کے لئے صبح اور شام تین تین مرتبہ یہ دعاء پڑھا کریں:

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"۔

ترجمہ: "اللہ کے نام سے، جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز بھی زمین میں اور آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ خوب سننے والا ہے، خوب جاننے والا ہے"۔ (مسند احمد بحوالہ مختصر مسنون دعائیں)

درس (۲۶)

﴿شبِ قدر (۲)﴾

"إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَمَآ أَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ. لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ. سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ. (سورۃ القدر)

ترجمہ: "بیشک ہم نے اس (قرآن) کوشبِ قدر میں نازل کیا ہے، اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا چیز ہے؟ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کی اجازت سے ہر کام کے لیے اترتے ہیں، وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک"۔
(آسان ترجمہ قرآن)

فائدہ: ا۔ اسکا مطلب یہ ہے کوئی شخص ہزار مہینے تک اعمالِ صالحہ میں مشغول رہے جن میں شب قدر نہ ہو؛ اور کوئی شخص شبِ قدر میں مشغولِ عبادت رہے تو اس کا یہ عمل ہزار ماہ اعمالِ صالحہ میں لگے رہنے والے شخص سے افضل ہوگا۔ (انوار البیان) ۲۔ مومن بندوں کے لیے شبِ قدر بہت خیر و برکت کی چیز ہے، ایک رات جاگ کر عبادت کرلیں اور ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کا ثواب پالیں اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے؟ مطلب یہ ہے کہ چند گھنٹے کی رات ہوتی ہے، اور اس میں عبادت کر لینے سے ہزار مہینے سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے، چند گھنٹے بیدار رہ کر نفس کو سمجھا بجھا کر عبادت کر لینا کوئی ایسی قابلِ ذکر تکلیف نہیں جو برداشت سے باہر ہو، تکلیف ذراسی اور ثواب بہت بڑا۔ اگر کوئی شخص ایک پیسہ تجارت میں لگا دے اور بیس کروڑ روپیہ کا نفع پائے اس کو کتنی خوشی ہوگی،

اور جس شخص کو اتنے بڑے نفع کا موقعہ ملا پھر اس نے توجہ نہ کی، اس کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ پورا اور پکا محروم ہے۔ (حوالہ سابق)

احادیث: ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید رکھتے ہوئے شبِ قدر میں قیام کیا، یعنی نمازیں پڑھتا رہا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔ (بخاری: ۲۰۱۴) قیام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں کھڑا رہے، اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ تلاوت اور ذکر میں مشغول ہو۔ اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ: ریاء وغیرہ کسی طرح کی خراب نیت سے عبادت میں مشغول نہ ہو، بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کی نیت سے عبادت میں لگا رہے، علماء نے فرمایا کہ ثواب کا یقین کر کے بشاشتِ قلب سے کھڑا ہو، بوجھ سمجھ کر، بددلی کے ساتھ عبادت میں نہ لگے۔ ۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص شبِ قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا، وہ بالکل ہی محروم بدنصیب ہے"۔ (معارف القرآن) ۳۔ حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اس لیے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شبِ قدر کی اطلاع فرما دیں، مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "میں اس لیے آیا کہ تمہیں شبِ قدر کی اطلاع دوں، مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، جس کی وجہ سے اس کی تعیین میرے ذہن سے اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو"۔ (رواہ البخاری)

مسنون دعا: شبِ قدر کی دعا

حضرت صدیقہ عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ: ہ اگر میں شبِ قدر کو پاؤں تو کیا دعاء کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ: یہ دعا کرو! "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي"۔ ترجمہ: "اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں، لہذا میری خطائیں معاف فرمایئے"۔ (ترمذی: ۳۵۱۳) دیکھئے کیسی دعا ارشاد فرمائی، نہ زَر مانگنے کو بتایا، نہ زمین، نہ دَھن، نہ دولت، کیا مانگا؟ معافی۔ بات اصل یہ ہے کہ آخرت کا معاملہ سب سے زیادہ کٹھن ہے، وہاں اللہ کے معاف فرمانے سے کام چلے گا، اگر معافی نہ ہوئی اور خدانخواستہ عذاب میں گرفتار

ہوئے، تو دنیا کی ہر نعمت اور دولت وثروت بیکار ہوگی، اصل چیز معافی اور مغفرت ہی ہے۔

(انوارالبیان)

احکام و مسائل: ا۔شبِ قدر میں کوئی عبادت مخصوص نہیں ہے،جس عبادت میں دل لگے اس میں مشغول ہونا چاہیے،نماز پڑھ لے،قرآن پڑھ لے،ذکرواذکار کرلے،درود شریف پڑھ لے،قضا نمازیں ادا کرلے،صلاۃ التسبیح پڑھ لے،دعا مانگ لے،استغفار کرے،الغرض! بشاشتِ قلب سے جس عبادت میں دل لگے وہ کرلے۔

۲۔حدیث میں آتا ہے کہ شبِ قدر کی فضیلت تو اسے بھی حاصل ہو جاتی ہے، جو مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کرے۔(روح المعانی ۱۶/۳۵۴)لیکن یہ سب سے ادنی درجہ ہے۔(تحفۂ رمضان)

۳۔لیلۃ القدر میں تمام رات جاگنا ضروری نہیں،بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں تمام رات جاگنا ضروری ہے، ورنہ اس کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی ، یہ بات صحیح نہیں، بلکہ اگر کوئی اس رات میں گناہوں سے بچتے ہوئے اور دنوں کی بہ نسبت تھوڑی سی زیادہ عبادت کرلے،اس کو بھی لیلۃ القدر کی فضیلت کا حصہ حاصل ہو جائے گا۔

۴۔بعض لوگ لیلۃ القدر کی فضیلت کو سامنے رکھتے ہوئے لیلۃ القدر کی راتوں میں عبادت کا اہتمام کرکے بے فکر ہوجاتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ اب تو ہمارے نامۂ اعمال میں ہزاروں مہینوں سے زیادہ کی عبادت جمع ہوگئی ہے، اب ہمیں سارے سال اور ہمیشہ کے لئے عمل کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کیا ضرورت ہے؟ حالانکہ لیلۃ القدر کی فضیلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب کسی عمل کے کرنے یا گناہ سے بچنے کی ضرورت نہیں رہی۔ یادرکھنا چاہیے کہ لیلۃ القدر کی عبادت فرض یا واجب کے درجہ میں نہیں آتی ، اور پوری زندگی کے فرائض اور واجبات اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام لیلۃ القدر کی عبادت سے زیادہ ضروری ہے،لہذا لیلۃ القدر کی عبادت کے ساتھ ساتھ حسبِ استطاعت دوسرے نیک اعمال اور شریعت کے ضروری احکام کا بجالانا اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا اپنی جگہ پھر بھی ضروری ہے۔

۵۔بعض لوگ اس رات میں مسجدوں کے اندر جمع ہو کر جاگنے اور عبادت کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ اس رات میں جاگنے اور عبادت کرنے کے لئے مسجد میں جمع ہونا شریعت سے ثابت نہیں۔ ۶۔بعض لوگ لیلۃ القدر کی اکثر یا ساری رات تو کسی نہ کسی طرح جاگ کر گزار دیتے ہیں، لیکن صبح کی نماز قضاء کر دیتے ہیں، یا جماعت چھوڑ دیتے ہیں، یا پھر صبح کی نماز میں جھومتے رہتے ہیں، اور اس طرح نماز کا خشوع ختم ہو جاتا ہے، یا دن بھر کے اپنے فرائض منصبی (ملازمت وغیرہ) میں کوتاہی کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، ہر چیز کو اپنے درجہ پر رکھنا ضروری ہے۔ لیلۃ القدر میں جاگنا ضروری نہیں، وقت پر نماز پڑھنا، مَردوں کو جماعت کا اہتمام کرنا، نماز میں خشوع کا حاصل کرنا اور اپنے فرائض منصبی کو پورا کرنا، یہ تمام چیزیں ساری رات جاگنے سے زیادہ ضروری ہیں۔ (ماہ رمضان کے فضائل واحکام، مفتی محمد رضوان صاحب راولپنڈی)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین

درس (۲۷)

﴿گناهوں سے توبہ کرنا ضروری هے!﴾

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا، عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ". (التحریم: ۸)

ترجمه: "اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں تم سے جھاڑ دے، اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کردے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں"۔

فائده: اس آیت کریمہ میں توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔توبہ کا معنیٰ: "توبہ" کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں، اور شرعی اصطلاح میں کسی گناہ سے باز آنے کو "توبہ" کہتے ہیں۔

توبہ کرنے کے لئے ایک چیز یہ بھی معلوم ہونی چاہئے کہ کیا کیا چیزیں گناہ ہیں؟ آج کل عام طور پر لوگوں کو یہی معلوم نہیں کہ کیا چیز گناہ ہے اور کیا چیز گناہ نہیں، اسلئے کہ لاعلمی اور جہالت عام ہے، اس کا حل یہی ہے کہ انسان علم حاصل کرے، اور معلوم کرے کہ کون کون سی چیزیں گناہ ہیں؟ اور کونسی گناہ نہیں ہیں؟

گناه کسے کهتے هیں؟: اللہ رب العزت کے حکم کے خلاف کوئی کام کرنا، یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنت کے خلاف کرنا، یا دین میں کسی نئی بات کا پیدا کرنا "گناہ" کہلاتا ہے۔ وہ گناہ انسان جسم کے ظاہری اعضاء سے کرے یا باطن سے، مثلاً حسد، لالچ، بغض، کینہ، جھوٹ، غیبت اور بدخواہی وغیرہ، کھلم کھلا کرے یا چھپ کر کرے، سب کچھ گناہوں میں داخل ہے، اور اس کے چھوڑنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ۔ (الانعام: ۱۲۰) "اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ اور چھپا ہوا"۔

یاد رکھیں کہ گناہوں سے توبہ کرنا فرض ہے۔ قرآن وحدیث میں گناہوں سے توبہ کرنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ چونکہ انسان کے اندر اللہ نے گناہ کرنے کا مادہ رکھا ہے، اس لیے انسان سے گناہ ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہیں، اس کا حل یہی ہے کہ فوراً اللہ کی طرف متوجہ ہو اور توبہ کرلے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (النور: ۳۱)

ترجمہ: "اور اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام انسان خطا کار ہیں، اور بہترین خطا کار وہ ہیں، جو کثرت سے توبہ کرتے ہیں"۔ (ترمذی: ۲۴۹۹) ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو"۔ (ابن ماجہ: ۴۲۵۰) توبہ کا وقت موت سے پہلے تک ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! مرنے سے پہلے تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو"۔

(ابن ماجہ: ۱۰۸۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی توبہ قبول کرتا ہے؛ جب تک موت کی کیفیت طاری نہ ہو۔" (ترمذی: ۳۵۳۷)

توبہ کی شرطیں: توبہ کی قبولیت کے لیے کتابوں میں کچھ شرطیں مذکور ہیں، مگر اس حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو چھ (۶) شرطیں بیان کی ہیں، وہ نہایت ہی جامع ہیں اور سب کے نزدیک مسلم ہیں۔ وہ شرطیں یہ ہیں: ۱۔ اپنے گزشتہ برے عمل پر ندامت، ۲۔ جو فرائض و واجبات اللہ تعالیٰ کے چھوٹے ہیں، ان کی قضا، ۳۔ کسی کا مال وغیرہ ظلماً لیا تھا، تو اس کی واپسی، ۴۔ کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا اور تکلیف پہنچائی تھی، تو اس سے معافی، ۵۔ آئندہ اس گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم وارادہ، ۶۔ اور یہ کہ جس طرح اس نے اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا ہے، اب وہ اطاعت کرتے ہوئے دیکھ لے۔ (معارف القرآن، ج: ۸، ص: ۵۰۶)

خلاصہ یہ کہ ہم اپنے جسم کو گناہوں سے بچائیں اور اللہ رب العزت کی نافرمانی نہ کریں، اس بات پر ہماری ہر وقت نظر رہے کہ ہم کسی گناہ کا بھی ارتکاب نہ کریں، ہم صبح اٹھیں تو دل میں یہ نیت ہو کہ مجھے آج کوئی گناہ نہیں کرنا، پھر صبح سے شام تک اس کوشش میں لگے رہیں کہ آنکھ سے کوئی گناہ نہ ہو،

زبان سے کوئی گناہ نہ ہو، کان سے کوئی گناہ نہ ہو، شرمگاہ سے کوئی گناہ نہ ہو، ہاتھ پاؤں سے کوئی گناہ نہ ہو، اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرلیں، یہ اللہ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے اس طرح نہیں فرمایا کہ بالکل گناہ ہی نہ کرو؛ بلکہ یہ فرمایا کہ اگر گناہ ہو جائے تو "توبہ" کرو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بار بار توبہ سے کیا فائدہ؟ کیونکہ ہم سے پھر گناہ ہوگا! اس کا جواب ہے کہ یہ قانون بدن کے بیماروں کے متعلق کیوں نہیں لگایا جاتا کہ علاج سے کیا فائدہ؛ جب کہ بخار بار بار آتا ہے اور بار بار علاج کرایا جاتا ہے! اسلئے شیطانی وسوسے کا شکار نہ ہوں، جب بھی کوئی گناہ ہو جائے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کیلئے حاضر ہو جائیں، وہ ناراض بالکل نہیں ہوتا، بلکہ انتہائی خوش ہوتا ہے، اور اپنی رحمت میں ڈھانپ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی پکی توبہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

درس (۲۸)

ماہِ شوال کے روزے

رمضان کے روزوں اور عید الفطر سے فراغت کے بعد شوال کے مہینہ میں روزے رکھنے کی احادیث میں ترغیب آئی ہے، اور خاص طور پر چھ روزے رکھنے کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں چند فضائل سماعت فرمائیں۔

احادیث: ایک حدیث میں ماہ شوال میں روزے رکھنے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: "صُمْ شَوَّالاً" "یعنی شوال کے روزے رکھیئے"۔ (ابن ماجه، کتاب الصیام) ایک حدیث میں فرمایا: "رمضان کے روزے رکھیئے اور اس سے ملے ہوئے مہینہ کے یعنی (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے"۔ (ابوداؤد، کتاب الصیام)

ان دونوں حدیثوں سے شوال کے مہینے میں روزے رکھنے کی ترغیب ثابت ہوئی۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے، اور اس کے بعد چھ (نفل) روزے شوال (یعنی عید) کے مہینے میں رکھ لئے، تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا، اگر ہمیشہ ایسا ہی کرے گا تو) گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے، اور ایک روایت میں یہ زیادتی بھی ہے کہ ہر دن کا روزہ دس روزوں (کے ثواب) کے برابر ہے"۔ (مشکوٰۃ)

فائدہ: ثواب دینے کے بارے میں اللہ پاک نے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ ہر عمل کا ثواب کم از کم دس گنا مقرر فرمایا ہے، جب کسی نے رمضان کے تیس روزے رکھے، اور پھر چھ روزے اور رکھ

لئے تو یہ چھتیس روزے ہو گئے، چھتیس کو دس میں ضرب دینے سے تین سو ساٹھ ہو جاتے ہیں، قمری سال کے حساب سے ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے، لہٰذا چھتیس روزے رکھنے پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین سو ساٹھ دن کا ثواب شمار ہوگا، اور ثواب کے اعتبار سے ساری عمر روزہ رکھنے والا مان لیا جائے گا۔ (تحفۂ خواتین ص: ۳۰۹،۳۰۸ بتغیر)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھ کر) عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے، تو یہ ثواب کے اعتبار سے ایسا ہے گویا کہ اس نے سارے سال اور (اگر ہمیشہ یہ عمل کیا تو) ساری عمر روزے رکھے“۔ (کنز العمال: ۲۴۲۱۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان کے ایک مہینہ کے روزوں کا اجر دس مہینوں کے برابر ہے، اور رمضان کے بعد چھ روزوں کا اجر دو مہینوں کے برابر ہے، اور اس طرح پورے سال کے روزوں کا ثواب مل جاتا ہے“۔ (الجامع الصغیر، باب حرف الصاد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے، اور شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھے، تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو“۔ (مجمع الزوائد: ۵۱۰۲)

فائدہ: محدثین نے لکھا ہے کہ رمضان کے فرض روزے رکھنے کے بعد شوال کے مہینے میں ان چھ نفلی روزوں کو وہی نسبت اور مقام حاصل ہے جو فرضوں کے ساتھ سنت ونفل نماز کو حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز فرض نماز کے اندر اگر کوئی چھوٹی موٹی کمی کوتاہی ہوگی تو وہ سنت ونفل نمازوں سے پوری کی جائے گی، لہٰذا جو لوگ صرف رمضان کے روزے رکھ کر اس کے پورے فوائد اور برکات حاصل نہیں کر پاتے، وہ شوال کے چھ روزے رکھ کر حاصل ہو جاتے ہیں۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شوال کے روزوں کی اتنی عظیم فضیلت اس مہینہ کے رمضان کے بابرکت مہینہ سے متصل اور ملا ہوا ہونے کی وجہ سے ہے، نیز ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رمضان میں روزے رکھنے کے بعد شوال کے مہینہ میں کھانے کی رغبت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے اس میں روزہ رکھنا نفس پر زیادہ گراں گذرتا ہے، اور جس عمل میں نفس کو زیادہ مشقت ہو، اس میں ثواب زیادہ ہوتا

ہے۔(مستفاد از: ماہنامہ التبلیغ، ج۶ ش ۱۰، اکتوبر ۲۰۰۹ء)

احکام و مسائل: (۱) شوال کے چھ روزے مستحب اور باعثِ ثواب ہیں، رمضان کے ساتھ ساتھ ان مستحب چھ روزوں کی وجہ سے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے، اس لئے ان کا اہتمام کیا جائے۔

(۲) یہ روزے فرض یا واجب نہیں ہیں، اور اگر کوئی نہیں رکھتا تو گناہ گار بھی نہیں ہوگا۔ البتہ ان روزوں کا مذکورہ ثواب جو حدیث میں بتایا گیا ہے وہ اس کو حاصل نہ ہوگا۔

(۳) شوال کا پہلا دن (عید کا دن) چھوڑ کر اس مہینے کے اندر اندر کسی بھی وقت یہ روزے رکھے جا سکتے ہیں، مسلسل یا متفرق دنوں میں رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، جس طرح آسان ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔(فتاویٰ بینات، ج ۳، کتاب الصوم)

درس (۲۹)

﴿رؤیتِ ہلال (چاند دیکھنے کے متعلق احکام)﴾

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ، قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (البقرة: ۱۸۹)

ترجمہ: "لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ انہیں بتا دیجیے کہ یہ لوگوں (کے مختلف معاملات کے) اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لیے ہیں"۔

ایک مقام پر فرمایا: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (التوبة: ۳۶)

ترجمہ: "حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد "بارہ مہینے" ہے، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا"۔

فائدہ: ۱۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ متعین ہے، اس میں کسی کو کمی بیشی کا کوئی اختیار نہیں۔ (معارف القرآن)

۲۔ شریعتِ اسلامیہ میں چاند کے مہینوں کا اعتبار کیا گیا ہے، جیسے: صاحبِ نصاب پر چاند کے اعتبار سے بارہ مہینے گزر جانے پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوتی ہے، جس عورت کا شوہر وفات پا جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے، اور جس عورت کو اب تک حیض نہیں آیا اس کو طلاق ہو جائے تو اس کی عدت تین مہینہ ہے، اور یہ مہینے قمری مہینوں کے اعتبار سے معتبر ہوں گے، اور رمضان کے روزے بھی چاند ہی کے حساب سے رکھے جاتے ہیں، پھر عید بھی چاند دیکھ کر کی جاتی ہے، حج بھی ذوالحجہ کی نویں

تاریخ کو ہوتا ہے، اور قربانیاں ذوالحجہ کی دس، گیارہ، بارہ کی تاریخوں میں ہوتی ہیں، اسی طرح محرم اور شبِ برات وغیرہ، ان سب احکام میں چونکہ چاند ہی کا مہینہ معتبر ہے، اس لیے چاند کے مہینوں کا محفوظ رکھنا اوران کی ابتداء اور انتہا جاننا فرض کفایہ ہے۔(انوار البیان)

۳۔مسلمانوں پر قمری حساب (عربی مہینوں) کی حفاظت فرض علی الکفایہ ہے۔اگر سب مسلمان قمری حساب کو چھوڑ کر شمسی حساب (انگریزی مہینوں) یا اور کوئی حساب اپنے لیے ٹھہرائیں؛ جس سے قمری حساب ضائع ہو جائے، تو سب مسلمان گنہگار رہوں گے، (البتہ) شمسی حساب کا استعمال حسب ضرورت جائز ہے۔(معارف القرآن ادریسی)

احادیث: ۱۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ: "جب چاند (رمضان کا) دیکھو تو روزے رکھو، اور جب (عید کا) چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو"۔(بخاری، کتاب الصوم) ۲۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا: "روزہ نہ رکھو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو، اور نہ روزہ موقوف کرو جب تک کہ چاند کو دیکھ نہ لو، اگر ابر حائل ہو جائے تو حساب لگا لو (یعنی تیس دن شمار کر لو)"۔(مسلم، کتاب الصیام)

۳۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے چاند کو وقت کی علامت بنایا ہے، جب اسے دیکھو روزہ رکھو، اور جب دیکھو تو عید کرو، اور اگر تم سے چاند پوشیدہ رہے (چھپا رہے، دکھائی نہ دے) تو تقدیر کرو، یعنی تیس دن پورے کرو"۔(سنن کبریٰ للبیہقی) ۴۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رمضان کا چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو، اور جب تک عید کا چاند نہ دیکھو روزے رکھتے رہو، اگر اس کے دیکھنے میں بادل حائل ہوں تو تیس دن مکمل کرو"۔(ابوداؤد)

مسنون دعا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے: "اَللّٰھُمَّ أَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِیْمَانِ، وَالسَّلَامَۃِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ"۔(ترمذی: ۳۴۵۱)

احکام و مسائل: چاند دیکھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، لہٰذا ہمیں اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

عیدین کے چاند کے ثبوت کے شرائط: جب رؤیت عام نہ ہو تو عیدین (لا اور

دیگر مہینوں) کے چاند کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ درج ذیل چار ذرائع میں سے کوئی ذریعہ پایا جائے:

(۱) چاند دیکھنے والے دو عادل شخص خود قاضی یا کمیٹی کے روبرو چاند دیکھنے کی گواہی دیں۔

(۲) چاند دیکھنے والے خود تو حاضر نہ ہوں؛ لیکن ان میں سے ہر ایک کی گواہی پر دو دو عادل شخص گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں فلاں شخص نے چاند کی گواہی دی ہے۔

(۳) کسی جگہ قاضی یا کمیٹی شرعی ثبوت پر چاند کا فیصلہ کر دے، پھر اپنے فیصلہ کو دو گواہوں کے سامنے مہر بند کر کے دوسرے شہر کی کمیٹی یا قاضی کو بھیجے۔

(۴) کسی جگہ سے چاند کی خبر یا قاضی کے فیصلہ کے بعد اس کی خبر دوسرے شہر تک اس تَواتُر سے پہنچے کہ اس سے چاند کے ثبوت کا علم یقینی ہو جائے۔

ان میں سے اگر ایک ذریعہ بھی متحقق ہو جائے تو عید کے چاند کا ثبوت ہو جائے گا۔

(کتاب المسائل ج ۲ ملخصا)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سنت پر عمل کی توفیق بخشے، آمین۔

درس (۳۰)

﴿اَحکامِ عید﴾

"وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ". (البقرة: ۱۸۵)

ترجمہ: "اور اللہ نے تمہیں جو راہ دکھائی اس پر اللہ کی تکبیر کہو"۔

فائدہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی یعنی اس کی حمد وثناء بیان کرنے کا حکم ہے۔ حضرت زید بن اسلمؓ نے فرمایا کہ: اس (آیت) سے یومِ عید کی تکبیریں مراد ہیں، اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: اس سے چاند دیکھنے کے وقت "اللہ اکبر" کہنا مراد ہے۔ (انوار البیان)

چاند رات: احادیثِ مبارکہ میں اس رات کو "لَیْلَةُ الْجَائِزَةِ" (انعام کی رات) کا نام دیا گیا ہے، چوں کہ اس رات میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اپنے بندوں کو انعام دیا جاتا ہے، اس لیے اس رات کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے زندہ رکھا (عبادت میں مشغول اور گناہ سے بچا رہا) تو اس کا دل اس (قیامت کے ہولناک اور دہشت ناک) دن نہ مرے گا، جس دن لوگوں کے دل (خوف وہراس اور دہشت وگھبراہٹ کی وجہ سے مُردہ ہو جائیں گے"۔ (سنن کبریٰ للبیہقی: ٦٥١٨)

اتنی بڑی فضیلت اور اس سے ہماری غفلت!! ڈر ہے کہ کہیں ہماری اس ناشکری کا وبال ہمیں اس منعم کے عتاب میں ہی نہ مبتلا کر دے۔

عیدالفطر: عیدالفطر مسلمانوں کے لیے بہت زیادہ خوشی کا دن ہے، اس دن کو آسمانوں میں "یوم الجائزۃ" (انعام کا دن) اور اس کی رات کو "لیلۃ الجائزۃ" (انعام کی رات) کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ایک لمبی حدیث کا کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے، جس سے اس دن اور رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے ساتھ ہونے والے معاملے کا اندازہ ہوسکتا ہے، فرمایا:

"پھر جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے تو (آسمانوں میں) اس کا نام "لیلۃ الجائزۃ" (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے، اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کو تمام شہروں کی طرف بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں (راستوں) کے سِروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ایسی آواز سے جس کو جِن و اِنس کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ: اے امت محمد یہ! (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے، اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: کیا بدلہ ہے اُس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ: اے ہمارے معبود اور مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کو اس کی مزدوری پوری پوری ادا کر دی جائے، تو اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: "فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی"۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد فرماتے ہیں:

"اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر غور کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا نہیں کروں گا۔ بس! اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔

پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے، خوشیاں مناتے ہیں اور کِھل جاتے ہیں"۔ (اللھم اجعلنا منھم، آمین)

لہذا! اللہ رب العزت کی (عطایا کی) طرف دیکھتے ہوئے ہمیں بھی چاہئے کہ اس دن کو بھی اور اس بعد کے ایام کو بھی اس کی مَنشا کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں، کہ یہی اس کی عطایا کی قدر دانی ہے۔ (کچھ تذکرہ عید اور اعمال عید کا ملخصا، مفتی محمد راشد ڈسکوی)

عیدین کی سنتیں: عید الفطر کے دن بارہ چیزیں مسنون ہیں: ۱۔غسل کرنا۔ ۲۔مسواک کرنا۔ ۳۔اپنی استطاعت کے مطابق عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا۔ ۴۔خوشبو لگانا۔ ۵۔صبح سویرے اٹھنا۔ ۶۔عید گاہ میں بہت سویرے جانا۔ ۷۔عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز، مثلاً: چھوہارے وغیرہ کھانا۔ ۸۔عید گاہ جانے سے پہلے پہلے صدقۂ فطر دے دینا۔ ۹۔عید کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا، یعنی بلا عذر شہر کی مسجد میں نہ پڑھنا۔ ۱۰۔جس راستے سے جائے واپس اس راستے سے نہ آنا۔ ۱۱۔پیدل جانا۔ ۱۲۔راستے میں "اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔ (تسہیل بہشتی زیور)

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، آمین۔